إن الحسين مصباح الهدى وسفينة النجاة

# کربلا قبلہ شعور

از: استاد محترم

سید جواد نقوی






بسم الله الرحمن الرحيم

# مشخصات کتاب

نام کتاب..............کربلا قبلہ شعور
تالیف...............استادِ بزرگوار سید جواد نقوی
ناشر...............اسلامك ایجوکیشن سینٹر کراچی
اشاعت..............اکتوبر2018 (بمناسبت اربعین1440)
تعداد................5000

نمائندگان سے رابطہ کیلئے

| | |
|---|---|
| کراچی | 0300-2796804 |
| لاہور | 0312-4172789 |
| بہاولپور | 0345-7057775 |
| ٹھٹھہ | 0300-3002900 |
| اسکردو | 0355-5188848 |
| پاراچنار | 0302-8055216 |

آپ ہم سے بذریعہ واٹس اپ بھی رابطہ کر سکتے ہیں



+92 302 27 57 977

کتاب ملنے کا پتہ:

**محمد علی بُک ڈپو**

زہرا گارڈن، شاپ نمبر2، بریٹو روڈ، نزد محفل شاہِ خراسان،
بالمقابل فاطمیہ کالج، سولجر بازار نمبر۳، کراچی

# قبلۂ شعور
# کربلا

# عرض ناشر

کعبہ سرزمین قیام ہے۔ کعبہ سے ہی امام زمانہؑ ظہور فرمائیں گے اس لیے امام زمانہؑ کے القابات میں سے ایک لقب قائم آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہے۔ اسلام میں حج کے واجب ہونے کی وجہ بھی یہ ہے کہ مسلمان جب مکہ پہنچیں اور حج کے فرائض انجام دیں تو ارکانِ حج کے ذریعے قیام کرنے کا طریقہ سیکھ لیں اور جب اپنے شہروں اور علاقوں میں جائیں تو اپنے اطراف کے لوگوں بھی قیام کے لیے آمادہ کریں۔

حج دراصل تین شخصیتوں کی سیرت کا نام ہے

۱۔ سیرت ابراہیمؑ

۲۔ سیرت اسماعیلؑ

۳۔ سیرت ہاجرؑ

اللہ نے مسلمانوں کو کعبہ اس لیے نہیں بلایا کہ وہ صرف وہاں جا کر ثواب حاصل کریں، اگر ثواب ہی اصل مقصد ہوتا تو خدا تو شئی قدیر ہے گھر بیٹھے ہی ثواب کا ڈھیر عطا کر سکتا تھا۔ حج پر بلائے جانے کا اصل مقصد ان تین شخصیتوں

کی سیرت پر عمل کرنا تھا۔

جس طرح ابراہیمؑ نے اپنے زمانے کے بتوں کو توڑا اور زمانے کے طاغوت کے ساتھ مبارزہ کیا اسی طرح مسلمانوں کو بھی کہا کہ جب مقام ابراہیمؑ پر کھڑے ہوکر دو رکعت نماز پڑھو تو فقط ثواب کی نیت نہ ہو بلکہ اس نیت سے پڑھو کہ ہم نے سیرت ابراہیمیؑ پر عمل کر کے اپنے زمانے کے بتوں کو نابود کرنا ہے اور زمانے کے طاغوت کے ساتھ مبارزہ کرنا ہے اسی طرح اللہ نے جب ستونوں کو کنکر مارنے کا حکم دیا تو اس علامتی کام کا مقصد یہ تھا کہ آج تم ستون کو کنکر مار رہے ہو کل اپنے اپنے ملکوں میں جا کر اندر اور باہر کے شیطانوں کو مار بھگانا ہے۔

اسی طرح جناب ہاجر کی سیرت پر عمل کرتے ہوئے ہر قدم اطاعت خدا میں اٹھانا ہے اور اسماعیلؑ کی سیرت پر عمل کرتے ہوئے جب منیٰ کے میدان میں جانور کو ذبح کرنا ہے تو اس عمل کے ذریعے اپنی اور اپنی اولاد کی جان کا نذرانہ دینے کے لیے ہمیشہ تیار رہنا ہے۔

امام حسینؑ نے ۸ ذی الحجہ کو مکہ میں احرام اتار کر حج کو عمرہ میں بدلا وجہ یہی تھی کہ حج کے اندر سے روحِ حج و مقصد ختم ہوگیا تھا۔ امام حسینؑ نے اسوقت فرمایا کہ آؤ میرے ساتھ اب میں وہ عمل انجام دینے جا رہا ہو جس کے ذریعے

سے مقصد حج وروحِ عبادت زندہ ہو جائے گی۔

اسی لیے تمام معصومینؑ نے اپنے زمانے والوں کو تاکید سے فرمایا کہ امام حسینؑ کی زیارت کے لیے ضرور جاؤ اگر ممکن نہ ہو تو زندگی میں ایک بار ضرور جاؤ تاکہ جب تم وہاں جاکر روضہ امام حسینؑ کے سامنے کھڑے ہو کر زیارت سید الشہدا پڑھو تو تمہارے تصور میں حسین ابن علیؑ کی برپا کی ہوئی کربلا آجائے۔

وہ کربلا جو ہمیں جانور نہیں بلکہ اولاد ذبح کرنا سکھاتی ہے۔
وہ کربلا جو ہمیں زمانے کے دشمنوں سے لڑنا سکھاتی ہے۔
وہ کربلا جو ہمیں اطاعت پروردگار سکھاتی ہے۔
وہ کربلا جو زمانے کے بتوں کو تہس نہس کرنا سکھاتی ہے۔
وہ کربلا جو خوف ختم کرنا سکھاتی ہے۔

اسی لیے کہا کہ کعبہ اگر قبلۂ عبادت ہے تو کربلا قبلۂ شعور ہے پہلے کربلا سے شعور لے کر آؤ پھر حج سمجھ آئے گا۔ اسی لیے معصومین نے تاکید کی کہ عرفہ کے دن کربلا ضرور پہنچو کیونکہ کربلا قبلہ شعورِ مسلمین ہے۔

کتابِ ھذا میں یہی نکتہ کو لوگوں کو سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے اور خصوصاً اربعین کے موقع پر جو لاکھوں کی تعداد میں افراد سفر عشق کے لیے روانہ ہوتے

ہیں اس کے اصل ہدف اور مقصد پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

امید ہے آپ کتاب کو پڑھکر صحیح ہدف ومقصدِ زیارت کربلا جان لیں گے۔

اور ہم امید کرتے ہیں کہ قارئین کرام کتاب سے متعلق ہماری غلطیوں اور کوتاہیوں کی نشاندہی فرماتے ہوئے ہمیں اپنی قیمتی آراء سے مستفید فرمائیں گے۔

ادارہ

قال الامام حسین ابن علیؑ:

"انی لم اخرج اشراً ولا بطراً وظالماً ولا مُفسدا، انما خرجت لطلب الصلاح فی اُمت جدّی اُرید اَن اَمر بالمعروف وانھیٰ عن المنکر واسیر بسیرۃ جدّی وابی علی ابن ابیطالبؑ"

## قرآن کتابِ انقلاب:

قرآن مجید کی عملی تفسیر سے پہلے ہمارے لئے یہ جان لینا ضروری ہے کہ قرآن مجید کس نوعیت کی کتاب ہے؟ آج مسلمانوں نے قرآن مجید کو کتابِ ثواب بنایا ہوا ہے لیکن حقیقتاً خداوند تبارک وتعالیٰ نے قرآن کو کتابِ ثواب کے طور پر نازل نہیں فرمایا بلکہ قرآن کتابِ انقلاب، کتابِ انسان ساز اور کتابِ ہدایت بشر ہے۔ قرآن پڑھنے کیلئے ثواب اس لئے مقرر ہوا ہے تاکہ قرآن کی طرف انسان کی رغبت پیدا ہو جائے، انسان خدا کی طرف بڑھیں اور خداوند تعالیٰ سے رجوع کریں۔ عموماً ایسے اُمور جن میں لوگوں کی شرکت و شمولیت ضروری ہو لیکن اُن امور کی طرف اگر لوگوں کی رغبت نہ ہو تو ایسے میں کوئی ایسا اہتمام کیا جاتا ہے جس سے لوگوں کی شرکت یقینی ہو مثلاً لوگ جب مجالس اور محافل منعقد کرتے ہیں تو اُن کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ اس میں زیادہ سے زیادہ لوگ شرکت کریں، شرکت کو یقینی بنانے کے لئے اُس علاقے میں رہنے والے لوگوں کا مزاج دیکھا جاتا ہے کہ یہ کس مزاج کے لوگ ہیں؟ پھر

اُن کی پسند کے مطابق کوئی ایسا عنصر بیچ میں رکھ دیا جاتا ہے اور اُسے اعلان کر دیا جاتا ہے کہ فلاں چیز بھی اس محفل ومجلس میں ہوگی، جو اُس محفل میں پیش کرنا ہوتا ہے وہ تو کچھ اور ہوتا ہے لیکن اُس محفل میں لوگوں کی شرکت کو یقینی بنانے کیلئے کسی اور چیز کا اعلان کیا جاتا ہے تاکہ لوگ یقیناً اس میں شرکت کریں۔

## ثواب وسیلۂ رغبت:

نزولِ قرآن مجید کا مقصد ہدایتِ بشر ہے لیکن اس ہدایت تک آنے اور اس کو اپنانے کیلئے انسان کے اندر محرک کمزور ہے اور انسان میں ہدایتِ قرآن لینے کا قوی محرک نہیں پایا جاتا اس لئے باہر سے کوئی ایسا محرک پیدا کیا جاتا ہے جو اس کے رجوع کو یقینی بنا دیں اور اُسی محرک کا نام ثواب رکھا گیا ہے کہ آپ قرآن کی طرف آئیں تو ثواب ملے گا مثلاً کہا گیا ہے کہ فاتحہ پڑھو، سورۂ توحید پڑھو، آیت الکرسی پڑھو، سورہ یٰس پڑھو اور سورۂ رحمٰن پڑھو تو ان کا زیادہ ثواب ملے گا۔ یہ سب کس لئے ہے؟ اس لئے کہ لوگ قرآن کی طرف رغبت پیدا کریں اور قرآن سے رجوع کریں۔

## قرآن مجید کتابِ انسان ساز:

قران مجید کتابِ انسان ساز ہے اگر کوئی انسان قرآن کے دامن وسائے

اور قرآن کی پناہ میں آ جائے پھر اُس انسان کو کم از کم سعادتِ دُنیوی اور نجاتِ اُخروی کم از کم مل جائے گی۔قرآن انسان کو کیسے بناتا ہے؟ انسان کو اپنے دامن میں کیسے پناہ دیتا ہے اور انسان کو اپنے سائے میں رکھ کر کیسے پالتا ہے؟ کیسے تربیت کرتا ہے؟ ان تمام سوالوں کے جوابات کیلئے قرآنی رموز کو کھولنے کی ضرورت ہے،قرآنی اسرار سے پردہ ہٹانے کی ضرورت ہے۔

## مفہومِ تفسیرِ قرآن:

قرآنی معارف اور تعلیمات سے الفاظ، مفاہیم اور تصورات کا پردہ ہٹانے کا نام تفسیر ہے۔قرآن مجید کی ایک لفظی تفسیر ہوتی ہے جس میں قرآنی الفاظ کے ذریعے قرآنی مفاہیم کو دریافت کر کے معانی تک پہنچنا ہوتا ہے، یہ تفسیرِ قرآن کا پہلا مرحلہ ہے، تفسیر قرآن کے دوسرے مرحلے میں ان معانی اور مفاہیم کے ذریعے حقائقِ قرآن تک پہنچنا ہوتا ہے، جس طرح الفاظ کے پیچھے معانی موجود ہیں اور الفاظ انسان کو معانی کی طرف ہدایت کرتے ہیں اسی طرح یہ معانی انسان کو حقائق کی طرف رہنمائی کرتے ہیں اور حقیقت میں قرآن کا مقصود انسان کو انہی حقائق تک پہنچانا ہے اور جو بھی یہ کام کریں وہ مفسر قرآن ہیں۔

## قرآن دستورِ زندگی:

انسانوں کے لئے لفظی تفسیر کے ساتھ ساتھ قرآن کی عملی تفسیر کی بھی

ضرورت ہے چونکہ قرآن انسان کی زندگی کا دستور اور منشور ہے، بشر نے قرآن مجید کی ہدایت کے مطابق زندگی بسر کرنا ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ قرآن زندگیوں سے نکل کر حاشئے میں جا پہنچے، قرآن مجید زندگی کے حاشئے میں وہ اثر نہیں دکھا سکتا جو انسان کی اصل زندگی میں دکھاتا ہے۔ قرآن کو حاشیوں، غلافوں، ذہنوں، سینوں، جلدوں، اوراق، مسجدوں اور مدرسوں سے نکال کر انسان کی زندگی میں لانے کی ضرورت ہے، جہاں پر انسانوں نے قرآن کو پہنچایا ہے وہ مقاماتِ قرآن نہیں ہیں۔ آج اگر دیکھا جائے تو قرآن کو زندگیوں سے نکال دیا گیا ہے۔ اگر قرآن کتابِ حیات و دستورِ حیات ہے تو ہمیں چاہیئے کہ ہماری زندگی اُس کے مطابق بسر ہو۔

## ظلماتِ ضلالت:

قرآن کریم نے ضلالت کا بھی ذکر کیا ہے اور ضلالت کی ایک حالت کا نام ظلمات بھی لکھا ہے، جسے ظلمت کہتے ہیں، قرآن ظلمات کے تذکرے سے بھرا ہوا ہے۔ آغازِ قرآن میں سورۂ بقرہ سے ہی ظلمات کا ذکر شروع ہو جاتا ہے، خداوند تبارک وتعالیٰ نے ظلمات میں گھری ہوئی قوم کی مثال دی کہ

اَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِيْهِ ظُلُمٰتٌ وَّرَعْدٌ وَّبَرْقٌ

(البقرہ، ۱۹)

اللہ نے ایک قوم کی مثال دی، وہ قوم جو کالی گھٹا، ظلمت، رعد و برق کے

اندر گھری ہوئی ہے اور زندگی بسر کررہی ہے اس کے اندر رعد و برق، خطرے، ظلم اور مصائب ہیں۔ اس اندھیرے کے اندر ایک قوم، زندگی بسر کررہی ہے، اس حالت سے نکلنے کے لئے ایسی قوم ظلمات ورعد و برق سے نکلنے کے لئے آسمانی بجلی کا سہارا لیتی ہے، جب آسمان پر بجلی چمکتی ہے تو یہ سمجھتی ہے کہ روشنی آگئی، نور آگیا اور نعرہ لگا کے اٹھ کر حرکت شروع کردیتی ہے اور اگلے لمحے آسمانی بجلی کا نور ختم ہوجاتا ہے۔

## نظامِ ولایت، ظلمتوں سے نجات کا ذریعہ:

اللہ تعالیٰ کا فرمانا ہے، وہ قوم اور وہ افراد جو ظلمتوں میں گھر جائیں، آسمانی بجلیوں سے امیدیں باندھ لیتے ہیں، یہ ان کی حماقت کی دلیل ہے، آسمانی بجلیاں ہدایت کے لئے نہیں بلکہ جلانے کے لئے چمکتی ہیں۔ روشنی کے لئے نہیں ہوتیں چونکہ ظلمتوں سے نکلنے کے لئے چراغ کی ضرورت ہے۔ ضلالت وگمراہی کا ایک لازمہ ظلمات ہے، ظلمات سے نکلنے کے لئے خدا نے ہدایت کا سامان بنایا اور اس سامان کے اندر خصوصیت رکھی کہ اس کا کام ظلمتوں سے نکالنا ہے، پہلا نظام جو اللہ نے ظلمتوں سے نکالنے کے لئے بنایا وہ نظامِ ولایت ہے، ولایت ظلمتوں سے نکالنے کا نظام ہے!

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ

(البقرہ،۲۵۷)

اللہ مومنوں کا ولی ہے اور ولی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ مومنوں کو ظلمتوں سے نور کی طرف لے کر آتا ہے۔

وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَوْلِیٰٓئُھُمُ الطَّاغُوْتُ لا یُخْرِجُوْنَھُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَی الظُّلُمٰتِ

لیکن جو کفر کی راہ پر ہیں، ولایت سے نکل گئے ان کا کام لوگوں کو نور سے نکال کر ظلمتوں میں دھکیلنا ہے، نظامِ ولایت سے نکال کر طاغوت کی طرف دھکیلنا ہے، ان کے اولیاء طاغوت ہیں، یہ لوگوں کو نور سے نکال کر ظلمات کی طرف لے جارہے ہیں۔ لطفِ خدا، حکمتِ خدا، مشیتِ خدا کا تقاضا یہ ہے کہ خدا انسان کے لئے ہدایت کا سامان بنائے، ہدایت کے لئے، ہدایت کا نظام چاہیے، دین ہدایت کا منشور ہے، ولایت ہدایت کا ایک نظام ہے۔ امام ہدایت کا راہنما و ہادی ہے، رسول اللہ ﷺ معلمِ ہدایت ہیں، دین صراطِ ہدایت اور راہِ ہدایت ہے لیکن یہ راستہ، دین اور تعلیم بغیر چراغ کے روشن نہیں ہوسکتی۔ اس کو چراغ کی ضرورت ہے۔

## مصباح، مقامِ طلوعِ نورِ صبح:

چراغ کے لئے قرآن کریم نے مصباح کا لفظ استعمال کیا۔

اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْھَا مِصْبَاحٌ''

(النور، ۳۵)

اللہ نور ہے واللہ کے نور کی مثال وہ چراغ ہے جو مصباح میں ہے۔ ہم مصباح عموماً چراغ کو کہتے ہیں،

مصباح الھدیٰ

یعنی ہدایت کے چراغ۔

مصباح کا لفظ صبح سے نکلا ہے اور صبح سے آپ آشنا ہیں۔

اَلَیْسَ الصُّبْحُ بِقَرِیْبٍ (ھود، ۸۱)

صبح قریب ہے، صبح ایک منظر کا نام ہے، ہم فجر کو صبح کہتے ہیں، جبکہ فجر، فجر بھی ہے اور صبح بھی ہے، فجر ایک وجہ سے کہتے ہیں، صبح اس کو کسی اور وجہ سے کہتے ہیں۔ فجر کے وقت دھیرے دھیرے جب سورج افق کی طرف آتا ہے تو یہ رات کا اندھیرا ختم ہونا شروع ہوتا ہے، اندھیرے کا خاتمہ، ایک بہت ہی خوبصورت منظر کے ساتھ ہوتا ہے، اندھیرا کیسے چھٹتا ہے؟ پہلے صبحِ کاذب پیدا ہوتی ہے۔ صبحِ کاذب یعنی نور کا ایک ستون، اندھیرے کو چیر کر افق سے اوپر آتا ہے اس کو کہتے ہیں صبحِ کاذب پس اصلی صبح ابھی نہیں ہوئی، ایک نیزہ بن کر نور، افق سے اوپر سیدھا ستون کی طرح آتا ہے، اوپر آنے کے بعد، کچھ دیر گزرنے کے بعد آہستہ آہستہ یہ ستون پھیلنا شروع ہوتا ہے اور جب یہ دائیں بائیں پھیلنا شروع ہوتا ہے تو اس وقت مشرق کی طرف اندھیرے کے نیچے یا اندھیرے کے بالکل انتہاء پر نور کی آمد، نور کا طلوع، نور کی اٹھان سی محسوس ہوتی ہے، ابھی اندھیرا موجود ہے لیکن اندھیرے میں جہاں بالکل

چاروں طرف سے کوئی کرن نظر نہیں آتی تو اب مشرق کی طرف سے کرن پیدا ہوئی اور وہ پھیلنا بھی شروع ہوئی۔

یہ نور جو افق کے اوپر پھیلتا ہے یعنی اندھیرے اور ظلمت کو پیچھے دھکیلنا شروع کرتا ہے، اس کو عربی زبان میں ''صبح'' کہتے ہیں۔ چھائی ہوئی ظلمت وجمی ہوئی ظلمت کو نور اپنی طاقت سے آ کر جب پیچھے دھکیلنا شروع کرتا ہے اور آہستہ آہستہ اس کو دھکیلتا ہوا پورے افق سے مغرب میں جا کر اس کو ڈبو دیتا ہے اور جہاں جہاں اندھیرا تھا وہاں سب نور چھا جاتا ہے اس کے آغاز کو صبح کہتے ہیں۔ مصباح اس ذریعے کو کہتے ہیں، جس ذریعے میں یہ نور طلوع ہو۔

مصباح وہ نور ہے جو ظلمتوں کے ایک طرف سے طلوع ہو اور طلوع ہو کر آہستہ آہستہ، ظلمت کو پیچھے دھکیلے اور ظلمت کا سایہ زمین سے ہٹا کر نور کو پھیلا دے، اس پھیلانے والے نور کا نام ''مصباح'' ہے۔ چراغ کو اس وجہ سے مصباح کہتے ہیں چونکہ چراغ بھی ایسے ہی ہوتا ہے، چراغ کہاں جلاتے ہیں؟ چراغ اندھیرے میں جلاتے ہیں، اگر چہ آج کل موم بتی دوپہر کو تبرک کے طور پر روشنی میں جلاتے ہیں۔ عقیدت کی موم بتی، چراغ نہیں ہے کیونکہ اس سے کوئی اندھیرا دور نہیں ہوتا، وہ چراغ نہیں ہوتی، چراغ وہ ہوتی ہے جو اندھیرے کو دور کرے بلکہ اگر کوئی سورج کی روشنی میں چراغ جلائے تو اسے کیا کہتے ہیں؟

سورج کو کیوں چراغ دکھاتے ہو؟ یعنی نور کا اتنا عظیم منبع موجود ہے اور آپ اس کے سامنے موم بتی جلا کر کیا بتانا چاہتے ہو! سورج کا تو کچھ نہیں بگڑے گا، اپنا ہی کچھ ثابت کر رہے ہو!

ہم ابھی چراغ جلاتے ہیں، کہیں چراغ لٹکے ہوئے ہوتے ہیں، ہم کیا کہتے ہیں؟ جی شادی ہو رہی ہے! اگر کہیں چراغاں ہو، لڑیاں لٹک رہی ہوں تو کہتے ہیں میلاد کا پروگرام ہے۔ اس زمانے کے چراغ اندھیروں کو بھگانے کے لئے نہیں ہیں بلکہ رقص وسرود کا پتہ دینے کے لئے ہیں، کہیں اگر لائٹ جل رہی ہے تو پتہ چل جائے گا کہ یہاں ناچ ہو رہا ہے، یہاں ڈانس ہو رہا ہے، یہاں یہ کام ہو رہا ہے۔ نور ظلمت کو ہٹانے کے لئے ہے۔ مصباح جس سے صبح نکلے، صبح چھائے ہوئے اندھیرے کو پیچھے ہٹانے والے نور کا نام ہے۔

خداوند تبارک وتعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا، ہدایت کا محتاج بنایا، ہدایت کا محتاج بنا کر اس کا اہتمام کیا۔ اے انسان! تیرا مقصد تجھ سے دور ہے، اس مقصد تک ایک لمبا وطویل راستہ ہے، اس طویل راستے پر سفر کرنے کے لئے تیرے پاس مختصر سرمایۂ عمر موجود ہے اور یہ راستہ بھی ظلمتوں میں گھرا ہوا ہے چونکہ طاغوت اس راستے کے دائیں بائیں رہتے ہیں، انہوں نے اس راستے پر چراغ بجھا کر ظلمت کا سماں بنا دیا تا کہ لوگوں کو اغواء کر کے، اپنی ربوبیت کا قائل کر لیں لہٰذا ہمیں اس راہ پر چلنے کے لئے چراغ وروشنی کی ضرورت ہے

## مصباحُ الھدیٰ، مقامِ طلوع نور ہدایت:

اگر روشنی نہ ہوئی تو دین پر ہوتے ہوئے بھی ظلمتوں کے اندر ہوگا۔اگر یہ روشنی نہ ہوئی تو دین کے نام پر طاغوتوں کی آغوش میں چلا جائے گا، اگر تجھے روشنی نہ ملی تو تو دین کے نام پر کفر کی راہوں پر چلنا شروع کردے گا، تیرے لئے روشنی کا ہونا ضروری ہے۔صبح کا ہونا ضروری ہے، وہ صبح جو اندھیرے کو پیچھے دھکیل دے،ظلمت کو پیچھے دھکیل دے،اس ظلمت کے منبع کا نام ''مصباح'' ہےاوررسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمارہے ہیں کہ دین کا چراغ حسینؑ ہے ،ہدایت کا چراغ حسینؑ ہے ۔خداوند تبارک وتعالیٰ نے حسینؑ کوکس لیے پیدا کیا؟ تاکہ دین کے راستے پر کبھی بھی ظلمت اور اندھیرا نہ آئے!حسینؑ اس چراغ وروشنی کا نام ہے جو اندھیروں کو دین کی راہ سے روک کر رکھتا ہے اور اس راہ کونورانی وروشن رکھتا ہے۔

## فلسفۂ زیارتِ سیّدالشہداء علیہ السلام:

زیارتِ سیدالشہداءؑ کے لئے بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے۔شیخ جعفر کاشف الغطاءؒ شیخ جعفرکبیر، استادالفقہاء جوشیخ مفیدؒ ہی کی سطح کے عالمِ بزرگوار تھے آج سے بہت عرصہ پہلے گزرے ہیں،انہوں نے یہ احتمال دیاہے کہ میں جب روایاتِ زیارتِ امام حسین علیہ السلام کو پڑھتا ہوں تو مجھے ایسے لگتا ہے کہ گویا زیارتِ امام حسین علیہ السلام اس فقیہ نے فتویٰ نہیں دیالیکن احتمالِ وجوب دیا۔ زیارتِ

معصومینؑ کا ایک فلسفہ ہے اور زیارتِ امام حسین علیہ السلام کا ایک الگ فلسفہ ہے ۔آپ زیارتِ روضۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جائیں، زیارتِ آئمۂ اثنا عشر پر جائیں، زیارتِ بقیع کو جائیں، زیارتِ نجف کو جائیں، مشہد مقدس جائیں زیارتِ معصومینِ دیگر پر جائیں ، یہ زیارت کا ایک الگ باب ہے اور امام حسین علیہ السلام کی زیارت، ایک الگ باب ہے۔ باقی زیارات پر جائیں تو ایک الگ نیت کے ساتھ لیکن جب زیارتِ امام حسین علیہ السلام پر جائیں تو ایک الگ ذہنیت کے ساتھ! زیارتِ سید الشہداءؑ جو آئمۂ اطہارؑ، اولادِ سید الشہداءؑ میں سے ہیں ان سب نے زیارتِ سید الشہداءؑ کا حکم دیا اور امام ششم ایک عرصہ تک جا کر جوارِ مرقدِ سید الشہداءؑ میں قیام بھی فرمایا کرتے تھے اور تاکید فرماتے تھے کہ زیارتِ سید الشہداءؑ کو جاؤ!

روایت میں ہے کہ جب محشر کا عالم ہوگا تو وہ مومنین جو زیارتِ سید الشہداءؑ اپنی زندگی میں نہیں کر سکے، یہ جب جنت میں جائیں گے، زیارتِ سید الشہداءؑ سے مراد یعنی کربلا نہیں جا سکے اگر اور تھوڑا سا معنٰی وسیع کریں یعنی اپنی زندگی میں اپنے گھر میں بیٹھ کر بھی کبھی زیارت نہیں پڑھ سکے چونکہ سید الشہداءؑ کی زیارت گھر سے بھی ہوسکتی ہے، ہم جو زیارتنامہ پڑھتے ہیں لیکن سب سے افضل کربلا میں حاضر ہونا ہے، زیارت کا مطلب ضریح چومنا نہیں ہے، جو مومنین زیارت پر جاتے ہیں وہ سمجھتے ہیں زیارت یعنی ضریح کو ٹچ کرنا، رش کی وجہ سے اگر ٹچ نہیں بھی کر سکے، کربلا میں حاضر ہو گئے ہیں تو یہ آپ کی وہاں پر زیارت

ہوگئی ،اگرآپ نیتِ خالص کے ساتھ گئے ہیں۔گھر میں بھی بیٹھ کر ہوسکتی ہے لیکن افضل زیارت کربلا میں حاضر ہونا ہے ، کربلائے معلیٰ میں حاضر ہوکر جوآداب لکھے گئے ہیں ان کے تحت زیارت بجالانا۔اس روایت میں ہے کہ جو مومنین زیارتِ سید الشہداءؑ سے شرف یاب نہیں ہوسکے لیکن یہ مومنینِ صالح ہیں،خدا کے بندگانِ نیک ہیں ،یہ جنت میں جائیں گے لیکن زائرینِ سید الشہداءؑ کا مقام ان سے جنت میں الگ ہوگا اور اُن کا مقام الگ ہوگا۔اس قدر زیارتِ سیدالشہداءؑ کی تاکید ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہے کہ

ان الحسین مصباح الهدیٰ

کیوں زیارتِ امام حسین علیہ السلام کی اتنی تاکید ہے؟

یہ نہ حاجت روائی کے لئے ہے، نہ خواہشات پوری کرنے کے لئے اور نہ ہی اولادوشفاء، نہ ہی دعا پوری ہونے کے لئے بلکہ حسین علیہ السلام ہدایت کا چراغ ہیں چونکہ ظلمت میں غرق لوگوں کونجات کا پتہ دیا جارہاہے کہ تم ہدایت کے چراغ کی طرف رخ کرو۔کربلا ہدایت کی نیت سے جاؤاور ہدایت لینے کے لئے جاؤ!

## ابواب الحوائج:

زیارت کاعمومی مقصد توکسی بھی مزار پر پورا ہوجاتا ہے۔تمام معصومینؑ

باب الحوائج ہیں چونکہ جو دین ہمیں پڑھایا گیا ہے وہ دینِ حاجات ہے اور ایسا ذریعہ بتاؤ کہ جس میں مومن کی حاجتیں پوری ہوتی ہوں ، جہاں حاجتیں پوری ہوتی ہوں وہاں جاؤ! ابھی چہلمِ امام حسین علیہ السلام بھی ہے اور ساتھ داتا صاحب کا عرس بھی ہے اور آپ جہاں بھی دیکھیں اُدھر بہت زیادہ رش ہے۔ لاہور میں داتا صاحب کا عرس بھی انہیں ایام میں، اپنے خاص انداز سے ہوتا ہے، وہاں جولوگ آئے ہیں، ظاہر ہے وہ گناہ کرنے تو نہیں آئے، وہ بھی آئے ہیں تاکہ اپنے عقیدے کے مطابق ایک برگزیدہ شخصیت کے مزار پر زیارت کریں! ان سے اگر آپ پوچھیں کہ آپ کیوں آئے ہیں؟ ان کو زیارت سے کیا ملتا ہے ؟ داتا گنج بخش کی زیارت سے لوگوں کو کیا ملتا ہے؟

ایک ہی جواب دیں گے کہ یہاں پر حاجتیں پوری ہوتی ہیں۔کوئی بھی دنیا کا ایسا مزار کہ جہاں پہ لوگوں کا رش لگا ہوا ہو، بھیڑ ہو، لوگوں سے پوچھو کہ یہاں پر کیوں آئے ہو؟ تو ایک ہی جواب جو متفقہ سنیں گے وہ یہ کہ یہاں پر حاجتیں پوری ہوتی ہیں! جن کی پوری ہو چکی ہیں وہ شکرانے کے لئے آئے ہیں اور جن کی ابھی پوری نہیں ہوئیں وہ حاجتیں پوری کروانے کے لئے یہاں پر حاضر ہوئے ہیں۔ حاجت روائی کے مزار زیادہ ہیں۔

## حسینؑ، مصباحِ ہدایت:

اگر حاجات ہمیں کھینچ کر کربلا لے جائیں، اگر ہمیں خواہشات کھینچ کر کربلا

لے جائیں تو مقصدِ زیارتِ حسین علیہ السلام پورا نہیں ہوتا! چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ

ان الحسین مصباح الھدیٰ

حسینؑ ہدایت کا چراغ ہے، یہاں کون آئے؟

یہاں وہ لوگ آئیں جو ظلمتوں میں گھرے ہوئے ہیں، جن کے نظام ظلمانی، جن کی حکومتیں ظلمانی، جن کے حاکم ظالم، جن کے سسٹم ظلم، جن کی عدالتوں میں ظلم، جن کے نظام میں ظلم، جن کے ماحول میں ظلم، جن کی ثقافت ظلمانی، جن کی تعلیم ظلمانی، ان ظلمات سے نکلنے کے لئے ہدایت کے راستے و ہدایت کے چراغ کا رخ کریں۔ زائرِ کربلا کو کربلا سے کیا لالچ ہے، یہ کربلا کیوں جاتا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں، صرف ایک کام کے لئے، اور وہ نور لینے کے لئے ہے! نورِ ہدایت اگر لیں تو ان کی امتوں کی نجات ہے

## زائرِ حسینؑ کا مقام ومرتبہ:

قرآن کریم میں خداوند تبارک وتعالیٰ نے تین دفعہ ایک ماجرا ذکر کیا ہے، میں ایک روایت آپ کی خدمت میں نقل کردوں پھر یہ ماجرا قرآن ذکر کرتا ہوں۔ یہ روایت امام ہفتم، حضرت امام موسی ابن جعفر علیہ السلام سے ہے۔

قال ابوالحسن موسی ابن جعفرؑ، ادنیٰ مایثاب به زائر ابی عبدالله علیه السلام بشط الفرات اذأ عرف حقه وحرمته وولایته ان یغفرله ما تقدم من

ذنبه وما تاخر"   (کامل الزیارت ص: ۱۱۱)

یہ روایت کتاب کامل الزیارات میں ہے اس کے اندر یہ حدیث نقل ہوئی ہے، مستدرک وحدیث کی دیگر کتب میں بھی ہے کہ امامؑ ہفتم فرماتے ہیں کہ سب سے کم ترین ثواب، سب سے نچلے درجے کا ثواب واجر جو زائرِ حسینؑ کو ملتا ہے، چونکہ ثواب کے بھی درجے ہیں، ایک انسان ہے جس کو کم درجے کا ثواب بھی ملا، اس سے بڑے درجے کا ثواب بھی ملا، وسط یعنی درمیانی درجے کا ثواب بھی ملا اوراعلیٰ درجے کا ثواب بھی ملا، جس کو اعلیٰ ثواب ملتا ہے کم بھی ساتھ اس کو ملتا ہے، جس کو سو ملتا ہے تو نوے بھی ملتا ہے، کسی کو دس روپے ملتے ہیں، کسی کو سو روپے ملتے ہیں، جس کو سو روپے ملتے ہیں تو ان سو کے اندر دس بھی موجود ہیں لیکن کچھ ایسے ہیں کہ جن کو صرف دس روپے ملتے ہیں، باقی حصہ انہیں نہیں ملتا، زیارتِ حسینؑ کا سب سے کم ترین درجۂ ثوابِ، امامِ ہفتمؑ فرماتے ہیں وہ یہ ہے۔

ان یغفرله ما تقدم من ذنبه وما تاخر

امام حسین علیہ السلام کی زیارت کا سب سے کم درجہ یہ ہے کہ اگر انسان زیارتِ امام حسین علیہ السلام سے شرفیاب ہو، خدا اس کے تمام وہ گناہ جو پہلے کر آیا ہے، وہ بھی معاف کر دیتا ہے اور وہ گناہ جو بعد میں اس سے سرزد ہوں گے وہ بھی معاف کر دیتا ہے۔ یہ ثوابِ زیارتِ حسینؑ کا سب سے کم ترین درجہ ہے۔

## شرائطِ قبولیت:

لیکن عزیزِ من! دین میں کوئی چیز مطلق نہیں ہے بلکہ ہر چیز

بشرطها وشروطها!

امامؑ فرماتے ہیں اس کی شرائط ہیں!

اذأ عرف حقه

نہ ہر زیارت بلکہ وہ زیارت جس کے اندر زائر، حقِ حسینؑ کو پہچانتا ہو!

وحرمته

اور حرمتِ حسینؑ کو پہچانتا ہو!

وولايته

اور ولایتِ حسینؑ کو بھی پہچانتا ہو!

اگر اس معرفت کے ساتھ، معرفتِ حق حسینؑ، معرفتِ حرمتِ حسینؑ و معرفتِ ولایتِ حسینؑ کے ساتھ زیارتِ حسین ابن علی علیہ السلام سے شرفیاب ہوتا ہے تو اس شخص کو خدا کم ترین ثواب یہ دے گا کہ اس کے اگلے پچھلے سارے گناہ معاف کر دے گا۔ انعام تو بہت بڑا ہے لیکن شرط بھی بڑی کٹھن ہے۔

اذا عرف حقه

حقِ حسینؑ کو جانتا ہو، حرمتِ حسینؑ اور ولایتِ حسینؑ کو جانتا ہو۔ ہمیں حقِ حسینؑ کہاں سے پتہ چلے؟ حرمتِ حسینؑ وولایتِ حسینؑ کہاں سے پتہ چلے؟ کربلا جا کر پتہ چلے گا۔

ایک اہلِ قلم نے اپنی کتاب میں یہ مطلب لکھا ہے کہ میں نے جب کربلا کے بارے میں روایات، علماء کے فتاویٰ اور مومنین کا اہتمام دیکھا اور خصوصاً وہ ایام جن میں اس زیارت کو افضل قرار دیا گیا ہے یعنی روزِ عرفہ کو زیارتِ سید الشہداء علیہ السلام کی فضیلت زیادہ بیان کی گئی ہے وہ مصنف لکھتا ہے کہ جب میں نے یہ پڑھا تو تھوڑا سا ذہن میں شک پیدا ہونے لگا، تردید پیدا ہونے لگی کہ شاید ان روایات میں سچائی اور حقانیت نہ ہو اور شاید یہ کعبہ کے مقابلے میں ایک نیا کعبہ بنانے کی کوشش کی گئی ہو۔ بعض ایسے ذہن ہوتے ہیں جو اس زاویے سے سوچنا شروع کر دیتے ہیں کہ شاید یہ مسلمانوں کو کعبہ سے دور کرنے کی کوشش ہے، شاید یہ حج کے مقابلے میں ایک نیا حج بنانے کی کوشش ہے اس نے لکھا ہے کہ میں سوچتا تھا اور سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ عرفہ کے دن جو مکہ کا دن ہے اُس دن ہم کربلا میں کیوں ہوں؟ پھر خود ہی لکھا ہے کہ مجھے توفیق ہوئی اور میں حج پر مشرف ہوا جب حج پر پہنچا تو قدم قدم پر جب میں نے مواقف حج دیکھے تو اُس کے بعد مجھے سمجھ میں آ گیا کہ جب تک عرفہ کے دن انسان کربلا میں نہ جائے اُس وقت تک عرفہ بھی انسان کو سمجھ میں نہیں آتا، اگر عرفہ کے دن انسان کربلا نہ جائے تو منیٰ بھی سمجھ میں نہیں آتا اور اگر عرفہ کے دن انسان کربلا نہ جائے تو اصلاً سرّے سے حج ہی سمجھ میں نہیں آتا۔ پس کربلا میں کیا خصوصیت ہے؟ کیوں معصومین علیہم السلام نے اتنا اہتمام کیا اور باقی معصومین علیہم السلام کی زیارتوں کے متعلق اتنا اہتمام نہیں کیا؟ پس اس مصنف کا یہ احتمال درست تھا کہ معصومین علیہم السلام

کربلا کو قبلہ و کعبہ بنانا چاہتے تھے لیکن کعبۂ عبادت کے مقابلے میں ایک کعبۂ عبادت بنانا نہیں چاہتے تھے بلکہ چاہتے تھے کہ اس کعبہ کی عبادت کے گرد جانے والے پہلے ایک اور قبلہ کی طرف رجوع کریں تاکہ قبلۂ عبادت کا اُن کو حق معلوم ہو جائے اور اُس کا حق ادا کرسکیں، وہ کونسا قبلہ ہے؟ یعنی پہلے قبلۂ شعور میں جائیں جب تک قبلۂ شعور میں جاکر انسان شعور حاصل نہیں کرتے اُس وقت تک قبلۂ عبادت کا حق ادا نہیں کرسکتے۔

## سید الشہداء علیہ السلام کا مکہ چھوڑنا!

سید الشہداء علیہ السلام نے ۸ ذی الحجہ کو اُن مسلمین سے جدائی اختیار کی جو احرام باندھ کر حج کیلئے روانہ ہونے والے تھے، کیوں جدائی اختیار کی؟ بعض کو خود سید الشہداء علیہ السلام نے جواب دیا کہ میں حرم میں شہید ہونا نہیں چاہتا، ظاہر ہے ہر ایک کو ہر بات بتائی نہیں جاتی، سید الشہداء علیہ السلام نے مختلف لوگوں کو مختلف جواب دیئے، کسی کو فرمایا کہ مجھے جانے دو میں کسی اور مقام کی طرف نکل جاتا ہوں، کسی کو کہا میں واپس مدینے چلا جاتا ہوں، کسی کو کہا کہ میں حرم سے باہر جانا چاہتا ہوں، جیسا شخص تھا ویسا جواب ملا۔ چونکہ اُس وقت تو معلوم نہیں تھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ کہاں سے آئے ہیں؟ اور کیوں پوچھ رہے ہیں؟ پس آپؑ نے ہر ایک کی ذہنیت کے مطابق اُس کو جواب دیا لیکن حقیقتاً اُس وقت مسلمین جو حج کیلئے آمادہ تھے اُن سے جدا ہو کر پہلے کوفہ کا رخ کیا اور بعد میں راستہ تبدیل کر

کے کربلا کا رخ کیا، اس کے اندر حکمت یہ تھی کہ وہ حج، وہ عبادت، وہ قبلہ کہ جس کو خداوند تبارک وتعالیٰ نے مرکز عبادتِ مسلمین قرار دیا ہے اور تمام مسلمین کو بلایا ہے کہ اس میں آؤ مقامِ ابراہیمؑ پر آؤ اور مقامِ ابراہیمؑ پر کھڑے ہو کر سیرتِ ابراہیمیؑ سیکھو، مقامِ اسماعیلؑ کے گرد طواف کرو تا کہ سیرتِ اسماعیلؑ اپناؤ، مقامِ ہاجرہ سلام اللہ علیہا پر کھڑے ہو جاؤ تا کہ سیرتِ ہاجرہ سلام اللہ علیہا اپنائی جا سکے لیکن مسلمین نے آ کر حضرت ہاجرہ سلام اللہ علیہا، حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کے مقام سے فقط ثواب حاصل کرنا شروع کیا، کنکریاں شیطان کو مارے لیکن نیت فقط ثواب کیلئے کی اور حیوان کاٹ کر بھی نیت فقط ثواب کا کیا۔ سید الشہداء علیہ السلام اسی لئے جدا ہوئے کہ ان مسلمانوں میں جب تک شعور نہیں آ جاتا اُس وقت تک حج کے اندر انجام پانے والے اعمال کا فلسفہ نہیں سمجھ پائیں گے، انہیں یہ نہیں معلوم کہ یہ کنکریاں کس کو ماری جاری ہیں؟ یہ جانور کیوں کاٹا جار ہا ہے؟ یہ طواف کیوں کیا جار ہا ہے؟ یہ دوڑ کیوں لگائی جا رہی ہے؟ یہ نمازیں کیوں ادا کی جا رہی ہیں؟ ان سب کیلئے جب تک انسان کے اندر شعور موجود نہ ہو ان کی حکمت سمجھ میں نہیں آ سکتی لہٰذا امامؑ نے یہ سب سمجھانے کیلئے کربلا کا رخ اختیار کیا۔

## حکمتِ اعمالِ زیارتِ کربلا:

کربلا میں بھی ایک منظر ہے، کربلا میں بھی حرم ہے، کربلا میں بھی کچھ مزار

اور کچھ مرقد ہیں۔ ہمیں حکم ہے کہ وہاں آ کر اب کھڑے ہو جاؤ زیارتِ سید الشہداء علیہ السلام پڑھو اور اُس کے بعد ذہنی اور قلبی طور پر اپنے آپ کو کربلائے سید الشہداء علیہ السلام میں لے جاؤ چونکہ کئی کربلا ہیں ایک کربلا ہمارے ذہنوں کی بنی ہوئی ہے، ایک کربلا شاعروں کے تخیل سے بنی ہوئی ہے، ایک کربلا خطیبوں کی لفاظی سے بنی ہوئی ہے اور ایک کربلا جو شہنشاہوں اور بادشاہوں نے بنائی ہوئی ہے۔ وہ کربلا جس کے عظیم منار اور گنبد ہیں، جس میں کئی بلڈنگیں اور سنگ مرمر لگے ہوئے ہیں یہ ساری کی ساری کسی شاہ یا شہنشاہ کی بنائی ہوئی ہیں لیکن اُسی سرزمین پر ایک حسین ابن علی علیہ السلام کی بنی ہوئی کربلا ہے، ہمیں کربلا فقط شہنشاہوں کی بنی ہوئی کربلا دیکھ کر لوٹ جانے کیلئے نہیں بلایا گیا، ہمیں شاعروں کے تخیل میں بنی ہوئی کربلا دیکھ کر لوٹنے کیلئے نہیں بلایا گیا، ہمیں فقط خطیبوں کے لفاظی کی بنی ہوئی کربلا دیکھ کر لوٹنے کیلئے نہیں بلایا گیا بلکہ ہمیں کربلا بلایا گیا ہے تاکہ علی علیہ السلام کے بیٹے کی بنی ہوئی کربلا دیکھ کر لوٹ آئیں۔ ایک دفعہ انسان اگر کربلا سے ہو کر آ جائے تو پھر اُس کو مکہ میں ہر عمل کے معانی سمجھ میں آ جائیں گے، مکہ میں ہر قدم جو اُٹھاتا ہے اُس کے معانی اُس کو سمجھ میں آ جائیں گے پھر اُس کو معلوم ہو جائے گا کہ میں بظاہر چھری لے کر جانور کے گلے پر رکھ رہا ہوں لیکن حقیقتاً مجھ سے کچھ اور کام کروایا جا رہا ہے، یہ میرے ہاتھ میں کنکری نہیں اور سامنے سیمنٹ کا ایک ستون نہیں بلکہ درحقیقت یہ ظاہری نمائشی حرکت مجھ سے کروائی جا رہی ہے تاکہ میں اپنے زمانے کے طاغوت کو

پہچان سکوں اور پھر اُس کی طرف کنکری پھینک سکوں جو میرے پاس ہے اور اگر کچھ بھی نہیں ہے تو کم از کم اپنی زبان سے طاغوت سے اظہارِ نفرت کر سکوں، کم از کم ایک زبانی کنکری پھینک سکوں۔ بعضوں کو دیکھا کہ مکہ جاتے ہیں اُس کنکری کو پہلے بوسہ دیتے ہیں اور بعض تو ستون کو بھی جا کر بوسہ دیتے ہیں جس کو کنکریاں مار رہے ہوتے ہیں تا کہ مزید زیادہ ثواب حاصل ہو، شیطان کو جا کر چومتے ہیں۔

## کربلا، قبلۂ شعور و کعبہ، قبلۂ عبادت:

مکہ میں پتھر کے بنے ہوئے شیطان کو کنکری مارنا ایک ظاہری و نمائشی حرکت انجام دلوائی جا رہی ہے یہ سمبولک حرکت ہے یعنی ہماری تربیت کی جا رہی ہے مثلاً قبائل میں لوگ اپنے بچوں کو ویسی ہی تربیت دیتے ہیں جیسی قبائلی زندگی کا تقاضہ ہوتا ہے، شہری اپنے بچوں کو ویسی تربیت دیتے ہیں جیسے شہری زندگی کا تقاضہ ہوتا ہے اگر شہر میں آپ دیکھیں بچے چھوٹی چھوٹی گاڑیاں لے کر اُن سے کھیل رہے ہوتے ہیں کیونکہ بڑے ہو کر اُس کو گاڑی ہی چلانی ہے لیکن دیہاتوں میں جا کر دیکھیں تو وہ ایک چھڑی اور ڈنڈا لے کر اُس کا گھوڑا بناتے ہیں اور اُسے گھوڑا سمجھ کر دوڑاتے ہیں کیونکہ بڑے ہو کر انھوں نے گھوڑا دوڑانا ہوتا ہے۔ پس ہمیں مکہ بلا کر یہ کہا گیا ہے کہ یہ سنگریزہ اُٹھاؤ، اس کا سائز بھی بتا دیا گیا کہ نہ اس سے چھوٹا ہو نہ اس سے بڑا ہو، اتنے قدم پر کھڑے ہو کر

یہ نیت کر کے اُس کو اس ستون کی طرف مارو، اس ستون نے کیا قصور کیا ہے؟ اس ستون نے کوئی قصور نہیں کیا بلکہ تیری تربیت ہو رہی ہے کہ آج اس بے جان ستون کو مارو تاکہ کل جاندار شیطان تیرے ملک میں آئے گا اُس کو اسی طرح سے مارو گے، تاکہ جاندار کو مارنے کا حوصلہ پیدا ہو جائے۔ پھر اس جانور کو کاٹنے کا اس لئے حکم دیا گیا تا شاید تمہیں کل جانور کے بجائے اپنا بچہ اسلام کی راہ میں بھیجنا پڑے۔

ہم حج میں جو کچھ اعمال انجام دیتے ہیں اس کا مقصد ہمیں کربلا بتاتی ہے، کربلا انسان کی آنکھ سے پٹی کھولتی ہے، کربلا بتاتی ہے کہ تمہیں کس لئے تیار کیا جا رہا ہے اور کربلا انسان کو شعور عطا کرتی ہے۔ پس کربلا قبلۂ شعورِ مسلمین ہے اور کعبہ قبلۂ عبادتِ مسلمین ہے۔ حقِ عبادت اُس وقت ادا ہوتا ہے جب انسان میں شعور آ جائیں اور اگر شعور نہ ہو انسان اپنے کعبہ کو بھی بت کدہ بنا دیتا ہے، اور انسان ظلمات میں گھر جاتا ہے۔

اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ

"ان الحسینؑ مصباح الھدیٰ و سفینۃ النجاۃ"

حسینؑ کی زیارت کے لئے نجات کے لئے جاؤ! تو یہ شخص ہدایت کے چراغ کی طرف سفر کر رہا ہے۔ قرآن بتاتا ہے کہ زیارتِ امام حسین علیہ السلام کس طرح کرنی ہے؟

## امت اسلامیہ کے لئے قرآنی آئینہ:

قرآن کریم میں عبرت کا نمونہ ہے ، بنی اسرائیل وہ قوم ہے جو ظلمات میں گھری ہوئی ہے،مسلمانوں کی کتاب ومومنین کی آسمانی کتاب کے اندر سب سے زیادہ ذکر بنی اسرائیل کا ہے، بنی اسرائیل ظلمات میں گھرے ہوئے ہیں، طاغوت کے زیرِ سایہ زندگی بسر کررہے ہیں ۔ امام ہفتم ؑ جس طرح فرمارہے ہیں کہ کربلا سے کم ترین اجر یہ لے کر آ کہ اپنے اگلے پچھلے گناہ معاف کرا کے آ، یہ کم ترین اجر ہے اور باقی اجراس سے بالاتر ہیں۔اگر یہ زائر تین شرطیں رکھتا ہو۔اگر حقِ حسینؑ ،حرمتِ حسینؑ اور ولایتِ حسینؑ سے آشنا ہو!

قرآن کریم نے بنی اسرائیل کی مثال دی ہے، پورے قرآن میں یہ داستان پھیلی ہوئی ہے،سب سے مفصل ماجرا بنی اسرائیل کا ہے۔ بنی اسرائیل ، انبیاءؑ کی اولاد ہیں ،سب کے سب سادات تھے، اسرائیل حضرت یعقوبؑ کا نام ہے اور یہ بنی اسرائیل ہیں، اولادِ یعقوب ہیں ، یعقوبؑ کے بارہ بیٹے تھے، یہ ان بارہ بیٹوں کی اولاد ہے، یہ سید زادے کہ جن کا قرآن نے ذکر کیا ہے،جن میں سے ایک یوسفؑ ہے، بارہ قبیلے ان کی اولاد تھے۔مصر میں معیشت کی خاطر گئے، کنعان کے رہنے والے تھے، رزق وروزی کی تلاش میں مصر جا پہنچے، البتہ پہلے حضرت یوسفؑ گئے ، وہ ماجرا جو قرآن نے ذکر کیا ہے اور پھر اس کے بعد دوسرے بیٹے رزق وروزی کی تلاش میں گئے ۔

سرزمینِ فرعون پر رزق کمانے گئے ،یعنی تجارت کی غرض سے گئے،

وہاں جا کر یہ آباد ہو گئے، آباد ہونے کے بعد فرعون کے زیر تسلط آ گئے۔ اولادِ انبیاء، یعقوبؑ وابراہیمؑ واسحاقؑ کی اولاد، فرعون کے ملازم بن گئے، قرآن نے ذکر کیا ہے کہ فرعونی وطاغوتی نظام میں وہ کیا کرتا تھا؟

یَسۡتَحۡیِ نِسَآءَ ھُمۡ (القصص، ۴)

ان کی عورتوں کو عیاشی کے لئے زندہ رکھتا تھا

یُذَبِّحُ اَبۡنَآءَ ھُمۡ (القصص، ۴)

اوران کے بچوں ومردوں کو ہلاک کر دیتا تھا، ذبح کر دیتا تھا۔ ذبحِ مردان اوراستحیاءِ زنان، یہ فرعونی وطاغوتی نظام کی روش تھی۔

یُذَبِّحُ اَبۡنَآءَ ھُمۡ وَیَسۡتَحۡیِ نِسَآءَ ھُمۡ (القصص، ۴)

انہیں قبائل میں سے خدا نے ایک نبی حضرت موسیٰؑ کے نام سے مبعوث کیا۔ اولادِ حضرت یوسفؑ میں سے موسیٰؑ پیدا ہوئے اور موسیٰؑ نے فرعون و طاغوت سے انہیں نجات دینے کا عزم کیا، موسیٰؑ کی تعلیم شروع ہوئی، تعلیم وتربیت میں موسیٰؑ نے سخت مدرسے دیکھے، سخت کارگاہیں دیکھیں، پیدا ہوتے ہی دشمن کے گھر گیا تاکہ اچھے طریقے سے دیکھ لے کہ میں نے جس نظام کو بدلنا ہے، جس کے خلاف مبارزہ کرنا ہے، اس کے بارے میں کوئی غلط فہمی نہ رہ جائے، ایسا نہ ہو کہ بے خبر رہوں کہ یہ ہے کون؟

اس کے گھر میں پلے، اچھے طریقے سے آشنا ہو گئے کہ یہ کون ہے؟ جوان ہوئے، ایک ماجرا پیش آیا، اس ماجرا کے نتیجے میں مصر سے جانا پڑا، کہاں گئے؟

مدین میں معلم شعیبؑ کے پاس، شعیب بوڑھا و تجربہ کار نبی ہے۔ بہرکیف راستے میں حادثات آتے گئے اور حضرت موسیٰؑ حضرت شعیبؑ کے پاس پہنچ گئے ،حضرت شعیبؑ نے اپنا داماد بنالیا اور دس سال کام کاج میں لگا دیا، بکریاں چراؤ اور ساتھ موسیٰ کی تربیت شروع کی۔ یہ تربیت اختتام پذیر ہوئی اور حضرت موسیٰؑ تربیت کا پہلا دورہ ختم کر کے واپس مصر آرہے تھے لیکن اب تنہا نہیں تھے بلکہ زوجہ اور ساتھ چند افراد اور مدین سے واپس آرہے ہیں۔ مدین سے واپسی پر، سردی کا موسم ہے اور ساتھ خواتین بھی ہیں۔قرآن میں اتنا ہے کہ اہلِ خانہ حضرت موسیٰؑ کے ہمراہ تھے، بعض روایات میں ہے کہ زوجۂ حضرت موسیٰؑ حاملہ بھی تھیں، موسیٰؑ اپنی فیملی کو لے کر مصر کی طرف دس سال کے بعد آرہے ہیں، تعلیم و تربیت کا پورا دورہ مکمل کرنے کے بعد واپس آرہے ہیں۔

## سوہانِ عشق یا عشق کا رگڑا:

علامہ اقبالؒ کی اصطلاح ذکر کی گئی ہے ''سوہانِ عشق'' یعنی تربیت کا رگڑا کھا کر، رگڑا کم لوگ کھاتے ہیں اور جو تربیت کا رگڑا نہ کھائے وہ کبھی بھی تربیت یافتہ نہیں ہوسکتا۔ایسے عالم سے بچو جس نے تربیت کا رگڑا نہ کھایا ہوا ہو۔ یہ آپ کے دین کے لئے بھی خطرہ، آپ کی دنیا کے لئے بھی خطرہ ہے۔خواتین بازار میں جاتی ہیں جو زیور سب سے زیادہ چمک رہا ہو اسے

انتخاب کرتی ہیں پھر شوہر کو مجبور کرتی ہیں کہ آپ چاہے رشوت لو، قرض لو، میں کچھ نہیں جانتی مجھے یہ چمکتا ہوا گولڈ لے کر دو! یہ زیور یا سونا کیوں فریفتہ کر لیتا ہے؟

جیولری کی دوکان پر وہ سونا سب سے زیادہ چمکتا ہے اور وہ راہگزر کو بھی اپنی طرف کھینچ لیتا ہے جس پر سنارے نے زیادہ رگڑا چلایا ہو۔ رگڑنے سے چمک پیدا ہوتی ہے، اگر رگڑ نہ ہو تو ناہمواری ہوتی ہے ۔ اگر عالم تعلیم اور تربیت کا رگڑا نہ کھائے اس وقت وہ عالم نہیں بن سکتا۔ معلمینِ بزرگوار ہزار طالب علم کو ایڈمیشن دیتے تھے پھر نوسو کو نکال دیتے تھے صرف سو کو اپنے پاس رکھتے تھے، فقط سو کو کیوں رکھتے تھے؟

اس لئے کہ وہ نوسو رگڑا کھانے والے نہیں ہیں۔ آپ اگر مٹی کا گھڑا توڑیں اور اس کو رگڑا لگائیں، ٹھکری کو جتنا مرضی رگڑا لگائیں، اس میں کبھی بھی چمک پیدا نہیں ہوتی بلکہ ایک ناہمواری ختم کریں گے تو نیچے سے ایک اور ناہمواری نکل آتی ہے۔ کبھی کوشش کر کے گھر میں گھڑا توڑ کے، کوزہ توڑ کے دیکھیں، پھر اس کو رگڑا لگائیں، جتنا رگڑا لگائیں گے اتنا ہی وہ ناہموار تر ہوتا جائے گا لیکن اگر آپ سونا لیں، عقیق لیں اور اس کو جتنا رگڑا لگائیں گے اس کی چمک اتنی ہی زیادہ ہوتی جائے گی۔

نہ ہو طبیعت ہی جن کی قابل
وہ تربیت سے نہیں سنورتے

ہوا نہ سرسبز رہ کے پانی میں عکس

سروِ کنارِ جو کا

درخت کا سایہ سوسال سے پانی میں ہے لیکن سبز نہیں ہوا ابھی تک کالا ہی ہے، پانی میں رہ کر بھی سایہ سبز کیوں نہیں ہوا؟ چونکہ اس کی طبیعت ہی سبز ہونے کے قابل نہیں ہے! موسیٰ وہ جوان شعیبؑ کے پاس کیوں گئے؟

رگڑا کھانے کے لئے۔ حضرت شعیبؑ نے تعلیمی اورتربیتی رگڑا دیا، اب موسیٰ تیار ہیں۔ واپس آرہے ہیں۔

## بصیرتِ موسیٰ ومشاہدۂ نورِ خدا:

اب اس سے آگے قرآن کی وہ آیت سنیے۔ قرآن مجید میں تین چار جگہ پر یہ داستان آئی ہے لیکن یہاں سورۂ طٰہٰ سے آپ کی خدمت میں عرض کر رہا ہوں۔

وَهَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى (طٰہٰ، ۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خطاب ہے کہ اے رسول! کیا موسیٰ کا واقعہ آپ نے سنا؟ کون سا واقعہ؟

موسیٰ کی تو ساری زندگی ہی واقعات سے بھری ہوئی ہے، کون سا واقعہ؟

اِذْ رَاٰ نَارًا (طٰہٰ، ۱۰)

جب موسیٰ نے آگ دیکھی

فَقَالَ لِاَهْلِهِ

موسیٰؑ نے راستہ چلتے ہوئے آگ دیکھی اور اپنے اہل سے کہا

امْكُثُوْٓا

ٹھہر جاؤ، یہیں پر رک جاؤ!

اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا

میں آگ دیکھ رہا ہوں، روشنی دیکھ رہا ہوں

لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ

آپ رک جاؤ، انتظار کرو، میں آگ کی طرف جاتا ہوں، آگ پہاڑی اور بلندی پر ہے اور قرآنی لطائف بہت خوبصورت ہیں۔ موسیٰؑ اپنے اہل و عیال کے ساتھ جا رہے ہیں، ساتھی و افراد ہیں، نہ جانے کون کون ہیں؟ ان سب کے ساتھ موسیٰؑ حرکت کر رہے ہیں لیکن یہ آگ، یہ نور کسی اور کو نظر نہیں آتا، موسیٰؑ کی زوجہ نبی کی بیٹی ہے لیکن وہ آگ نہیں دیکھ رہی، نور نہیں دیکھ رہی، کیوں نہیں دیکھ رہے؟

اس لئے کہ ایک تو سردی میں ٹھٹھر رہے ہیں، کمبل کی ضرورت ہے، دوسرا پیٹ خالی ہے، کھانے و راشن کی فکر میں ہیں، جو کمبل اور راشن کی فکر میں ہو اس کو وہ نور نظر نہیں آتا جو موسیٰؑ دیکھتا ہے۔ ابنائے راشن، ابنائے کمبل، انہیں نہیں نظر آتا، وہ تو موسیٰؑ سے کہہ رہے ہیں موسیٰؑ جلدی سے کہیں سے پیزا لا دو چونکہ بہت بھوک لگی ہوئی ہے۔ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ ان کو بھوک لگ رہی

تھی اوران کے پاس راشن تھا لیکن کچا تھا،موسیٰ ؑ نے آگ دیکھی تو انہیں کہارک جاؤ، میں وہاں سے آگ لے کرآتا ہوں، یہاں آکر چولہا جلائیں گے ، دیگ چڑھائیں گے، بریانی پکائیں گے پھرمل کر کھائیں گے، پکنک کی پکنک بھی ہوگی اور کھانے کا کھانا لیکن نہ اس کی حقیقت کچھ اورتھی ، موسیٰ ؑ جارہے ہیں اور جاتے ہوئے پہاڑی و بلندی پرآگ دیکھتے ہیں، اپنے اہل وعیال کو کہتے ہیں تم رک جاؤ، میں نے آگ دیکھی ہے نہیں کہا کہ

اِنِّیۡۤ اٰنَسۡتُ نَارًا

ہم نے آگ دیکھی بلکہ فرماتے ہیں کہ

اِنِّیۡۤ اٰنَسۡتُ نَارًا

صرف میں نے دیکھی ہے،تم نے نہیں دیکھی ،تم رک جاؤ! لیکن موسیٰ ؑ کی ماں ہو یا موسیٰ ؑ کی بہن یا موسیٰ ؑ کی زوجہ۔

## اہل بیتِ نبوت:

موسیٰ ؑ جب شیرخوار تھا تو ماں نے اپنے ہاتھوں سے اٹھا کے یم (صندوق) میں ڈال دیا۔معلوم ہوا کہ یہ خاندان الٰہی خاندان تھا، نہ صرف موسیٰ ؑ الٰہی ہیں بلکہ پورا خاندان ہی الٰہی ہے، ماں نے موسیٰ ؑ کو یم میں ڈال دیا۔بہن نے جا کر تعاقب کیا اور فرعون کے گھر تک تعاقب کیا اور پھر جا کر بتایا کہ یہ بچہ دودھ نہیں پیتا، میں ایک دایہ کو جانتی ہوں اسے بلاؤ شاید اس کا دودھ پی لے!

اوراس طرح ماں بچے سے مل گئی اوراب یہاں زوجۂ موسیٰؑ ہے۔اگر چہ اس زوجہ کے اندراتنی بصیرت نہیں کہ وہ اس نورکو دیکھ سکے کہ جو موسیٰؑ دیکھ رہا ہے لیکن اتنی بصیرت اس کے اندرموجود ہے کہ موسیٰؑ الٰہی انسان ہے ۔ یہ وہی زوجہ ہے جب کنویں پہ بکریاں چرانے و پانی پلانے کے لئے آئی اوراس کی باری نہیں آرہی تھی اورموسیٰؑ نے اس کی بکریوں کو پانی پلایا، یہ گھر میں گئی اوروالد نے پوچھا آج جلدی کیوں واپس آ گئی ہو؟

آپ تو ہرروز دیر سے آیا کرتی تھی ۔ کہنے لگی ایک جوان نے ہماری بکریوں کوآج جلدی پانی پلوادیا اورساتھ ہی کہہ بھی دیا کہ بہت باحیاء جوان تھا۔اس پورے ماجرامیں شاید سینکڑوں بکریاں ہوں گی ،اب مجھے نہیں معلوم کہ تعداد کتنی تھی؟ جتنی بھی بکریاں تھیں،ایک ایک کو پکڑکر ہاتھ سے ڈول سے پانی کھینچتا،ایک ایک بکری کو پانی پلاتا ،اتنا ریوڑ سیراب کیا،ایک نیم نگاہ اٹھا کر انہوں نے بچیوں کے چہروں کی طرف نہیں دیکھا۔عفیف جوان ہے۔

## سیکھے ہیں مہ رخوں کے لئے ہم مصوری:

شعیبؑ کی بیٹی نے جب تعریف کی تو شعیبؑ نے کہا جلدی اس جوان کو بلا کے لاؤ،اسی کے انتظار میں تو یہ معلم بیٹھا ہے،اسی شاگرد کے لئے تو میں نے معلّمی سیکھی ہے۔میرزا غالب کے بقول کہ

سیکھے ہیں مہ رخوں کے لئے ہم مصوری

ان مہ رخوں کے لئے تو ہم معلم بنے ہیں،اسی کی تو مجھے ضرورت تھی ، میں جو ساری عمر یہاں پر ،اس نافرمان قوم میں جنہیں کہتا ہوں کہ پورا پورا تولو،کم نہ تولو! یہ میری بات ہی نہیں سنتے ، میں مدین میں فقط اسی ایک شاگرد کے لئے بیٹھا ہوں ،جلدی بلا کے لاؤ۔شاگرد آ گیا،معلم نے تعلیم دینا شروع کی ،تربیت کر کے دس سال کے بعد، پہلا دورہ مکمل کر کے ،فارغ التحصیل ہوکر جارہا ہے،شاگرد کی نگاہ اتنی تیز ہے کہ فرمایا

اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ

اپنے اہل سے کہا آگ دیکھی ہے

امْكُثُوْا

تم لوگ ٹھہر جاؤ

اِنِّیْ اٰنَسْتُ نَارًا

میں نے نور کی کرن دیکھی ہے۔

لَعَلِّیْ اٰتِیْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ

شاید اس نور سے تمہارے لئے بھی کچھ لے آؤں!

لکڑی کا جلتا ہوا وہ انگارہ ، جو ایک جگہ آگ جلتی ہو، وہاں سے اٹھا کر دوسری جگہ جلانے کے لئے لے جایا جاتا ہے ۔ اس کو عربی زبان میں قبس کہا جاتا ہے۔آج کل تو نظامِ زندگی بدل گیا ہے۔ پہلے قبائلی یا دیہاتی نظام تھا اس وقت ایک گھر میں آگ جلاتے تھے اور باقی سارا گاؤں اس گھر سے آگ

لے کر جاتا تھا۔جلتی ہوئی لکڑیاں یا جلتے ہوئے انگارے لے کر جاتے تھے اور پھراس سے اپنا تندور، اپنا چولہا جلالیتے تھے۔ایک گھر سے سو گھر روشن ہو جاتے تھے۔

## وادیٔ مقدّس اوراقتباس نورِ خدا:

موسیٰؑ نے فرمایا کہ میں نے آگ دیکھی ہے،تم انتظار کرو، میں جاتا ہوں، شاید تمہارے لئے بھی وہاں سے نور کا کچھ حصہ لے کر آؤں۔

**لَعَلِّیٓ اٰتِیۡکُمۡ مِّنۡهَا بِقَبَسٍ اَوۡ اَجِدُ عَلَی النَّارِ هُدًی**

اس سے تمہارے لئے بھی لے آؤں گا یا کم از کم روشنی سے ہدایت لے لوں گا۔

**فَلَمَّآ اَتٰهَا نُوۡدِیَ**

جونہی موسیٰؑ اہلِ عیال، اپنے ہمسفر ساتھیوں کو چھوڑ کر، اس آگ کی طرف آگے بڑھے تو

**نُوۡدِیَ**

ندا آئی! جس طرح وہ نور فقط موسیٰؑ نے دیکھا تھا، اسی طرح یہ ندا بھی فقط موسیٰؑ نے ہی سنی، یہ ندا کسی اور نے نہیں سنی!

**نُوۡدِیَ یٰمُوۡسٰی**

اے موسیٰؑ!

اِنّیِ اَنَا رَبُّکَ

اے موسیٰ ؑ ! یہ آگ نہیں بلکہ میں تیرارب ہوں،تو الٰہی نور دیکھ رہا ہے، تو نے بصر سے نہیں بلکہ بصیرت سے نورِخدا دیکھا !

اِنَّکَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًی

اے موسیٰ ؑ !اپنے جوتے اتار دے،اب تو وادیٔ مقدسِ طویٰ میں آ گیا ہے اب تو حرمِ خدامیں آ گیا ہے اور یہ نورِ الٰہی ہے جوتو نے دیکھا ہے، یہ جھلک تجھے ہم نے دکھائی ہے،تو سب کچھ چھوڑ کر آ گیا، اس نور کا تعارف کروایا، یہ نور وہ نہیں کہ جس پر راشن پکایا جائے بلکہ یہ نورِمعرفت ہے، یہ نورِہدایت ہے، یہ وہ نور نہیں کہ جس سے فقط غلہ گرم یا پکایا کیا جاسکے،جس سے فقط سردی سے بچا جاسکے بلکہ یہ وہ نور ہے جس سے گمراہی سے نجات ملے گی ۔یہ وہ نور ہے جس سے ظلمتوں سے نجات ملے گی ، تجھے اسی نور سے قبس لینے کے لئے بلایا ہے۔ فقط اقتباس ادبیات میں استعمال ہوتا ہے کہ ایک کتاب سے مطلب لے کر دوسری کتاب میں نقل کرنا اس کو ادیب، اقتباس کہتے ہیں کہ یہ اقتباس فلاں جگہ سے لیاہے یعنی یہ پیراگراف وہاں سے ا ٹھاکراپنی کتاب میں ذکرکردیا۔موسیٰؑ اقتباس کے لئے گئے،تعارف ہوا۔

اِنَّکَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًی

امامؑ فرماتے ہیں کہ کربلا کا ذکر قرآن کے اندر موجود ہے۔دو ایسی وادیاں کہ جن کا ذکرقرآن نے کیاہے،ان کے مصادیق میں سے ایک مصداق

کربلا کی وادی ہے۔

## کربلا، نور الٰہی کی مقدّس وادی:

امامؑ فرماتے ہیں کہ قرآن میں جس وادیٔ مقدس، وادیٔ طویٰ کا ذکر ہے اس سے مراد سرزمینِ کربلا ہے۔سرزمینِ کربلا پر کون جائے؟

جو شعیبؑ جیسے معلم کی تربیت گاہ میں تربیت کا رگڑا کھا کر چشمِ بصیرت پیدا کرلے تاکہ کربلا میں اس کو نور نظر آئے، پھر وہ نور اپنی آنکھوں سے دیکھے اور اُدھر سے ندا آئے،

نُوْدِیَ یٰمُوْسٰی

اے موسیٰؑ !

اِنِّیْٓ اَنَا رَبُّکَ

میں تیرا رب ہوں!

فَاخْلَعْ نَعْلَیْکَ اِنَّکَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًی

اے موسیٰؑ ! اپنے نعلین اتار دے،اے موسیٰؑ اپنی خواہشات باہر چھوڑ کر آجا۔علماء ومفسرین نے ذکر کیا ہے کہ نعلین سے مراد چمڑے کے جوتے نہیں ہیں بلکہ ان سے مراد خواہشات و حاجات ہیں۔وہ چیزیں جو تیری اشتہاء اور تیرے غضب نے تیرے اندر پیدا کردی ہیں، اپنا غصہ بھی چھوڑ کر آ اور اپنی شہوت بھی چھوڑ کر آ۔ یہ دو نعلین اتار کر آ، چونکہ تو نورِ بصیرت لینے کے لئے

وادیٔ مقدس میں آ گیا ہے۔ زیارتِ کربلا کی کیوں اتنی تاکید کی گئی ہے؟ اس لئے کہ قیامت تک کے لئے ظلمتوں سے نکلنے کا چراغ، امام حسین علیہ السلام ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان

ان الحسینؑ مصباح الھدیٰ

حسینؑ ہدایت کے چراغ ہیں، ہدایت کا کون سا چراغ؟

جن قوموں کے افق پر ظلمات چھائی ہوئی ہیں، ان ظلمتوں کو پیچھے دھکیلنے والا نور جو صبح بن کر طلوع ہو۔ حسینؑ وہ ہستی ہے جس کے وجود سے ہر قوم کی صبح طلوع ہوگی۔ لیکن یہ صبح کیسے طلوع ہوگی؟ کربلا میں کون جائے؟

کربلا میں وہ جائے جس کے اندر بصیرتِ موسوی پیدا ہو چکی ہے، جو اپنے اندر موسیٰؑ کی روح پیدا کر چکا ہے، دیدِ موسیٰؑ پیدا کر چکا ہے وہ جائے، جب وہ وادیٔ مقدسِ طویٰ میں قدم رکھتا ہے تو اس وقت اس کو ندا آتی ہے۔

## وادیٔ مقدّس میں اترنے کے آداب:

اِنَّکَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًی

تو وادیٔ مقدس میں آ گیا ہے

فَاخْلَعْ نَعْلَیْکَ

اپنی دنیوی خواہشات دل سے نکال دے، اپنی تمام خواہشات چھوڑ کر آ، اپنا غم وغصہ چھوڑ کر آ تاکہ تجھے کچھ عطا ہو جائے، پھر کیا عطا ہوتا ہے؟

اس وادیٔ مقدس میں جو عطا ہوتا ہے وہ یہ کہ

وَاَنَا اخْتَرْتُکَ

اے موسیٰ ؑ ! ہم نے تمہیں چن لیا ہے، تو منتخب ہو گیا ہے، تجھے ہم نے اختیار کر لیا ہے۔

فَاسْتَمِعْ لِمَا یُوْحٰی

اے موسیٰؑ ! اب اپنی باتیں چھوڑ، اب وحی پر کان دھر کہ کیا کہا جا رہا ہے؟ تجھے کیا دیا جا رہا ہے؟

اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰہُ

اے موسیٰؑ ! یہ میں تیرا خدا ہوں

لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا

پہلا سبق پڑھ، کہ میرے علاوہ تیرا کوئی اور معبود نہیں ہے!

فَاعْبُدْنِیْ

میری بندگی کر!

ا وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ

اور میری یاد میں نماز قائم کر!

اِنَّ السَّاعَۃَ اٰتِیَۃٌ

اے موسیٰؑ ! قیامت و موت تیرے قریب ہے

اَکَادُ اُخْفِیْھَا لِتُجْزٰی کُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعٰی

اے موسیٰ ! خیال رکھنا تو جو قبس لینے کے لئے آیا ہے، تو جو نور لینے کے لئے آیا ہے، تجھے وہ مل رہا ہے چونکہ شعیبؑ کی شاگردی میں تیرے اندر وہ صلاحیت آ گئی، وہ نورانیت پیدا ہوگئی، اب تو جا سکتا ہے!

فَلاَ یَصُدَّنَّکَ عَنۡهَا مَنۡ لَّا یُؤۡمِنُ بِهَا

اے موسیٰ ! خیال رکھنا کہ جو ایمان نہیں رکھتے، جو بے ایمان ہیں کہیں وہ بھی تیری تحریک میں شامل نہ ہو جائیں! کہیں وہ بھی تیرے ہمسفر نہ بن جائیں! کہیں وہ بھی تیرے ساتھی نہ بن جائیں! گر بے ایمان تیرے ساتھ آ گئے تو پھر

یَصُدَّنَّکَ

وہ تجھے اس راہِ الٰہی سے روک دیں گے!

وَاتَّبَعَ هَوٰئهُ

اے موسیٰؑ ! جو ایمان نہیں رکھتے کبھی بھی ان کی پیروی نہ کرنا۔

فَتَرۡدٰی

پس تجھے وہ اس راہ سے ہٹا دیں گے۔

وَمَا تِلۡکَ بِیَمِیۡنِکَ یٰمُوۡسٰی

اے موسیٰ ! اب تجھے لیس کرنے کا وقت آ گیا ہے۔ الٰہی ہتھیاروں اور الٰہی طاقت سے تجھے مسلح کرنا ہے۔ اے موسیٰؑ کیا تو تیار ہے؟

تجھے الٰہی طاقت نصیب ہونے والی ہے۔

وَمَا تِلۡکَ بِیَمِیۡنِکَ یٰمُوۡسٰی

اے موسیٰؑ یہ ہاتھ میں کیا ہے؟

قَالَ هِیَ عَصَایَ

موسیٰؑ نے جواب دیا یہ لاٹھی ہے۔

اس سے کیا کرتے تھے؟

اَتَوَکَّؤُا عَلَیۡهَا

اس کا میں سہارا لیتا تھا

وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰی غَنَمِیۡ

اور اس سے میں بکریاں چراتا تھا، اس لاٹھی سے شاخیں نیچے کھینچتا تھا، چونکہ بکریاں تو درخت پر نہیں چڑھ سکتیں، میں اس لاٹھی کی مدد سے ہری شاخیں نیچے کھینچتا تھا اور بکریاں کھالیتی تھیں۔

وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰی غَنَمِیۡ وَلِیَ فِیۡهَا مَاٰرِبُ اُخۡرٰی

اور اے پروردگار، اس لاٹھی کے اور بھی بڑے فائدے ہیں یعنی موسیٰؑ سے پوچھا یہ کیا ہے؟

یہ خصوصاً پاکستانیوں کے لئے آیت نازل ہوئی ہے۔ ہماری مجلس میں حضرت موسیٰؑ، ہاتھ میں یہی لاٹھی لئے ہوئے آجائیں تو پاکستانی مومنین کیا کریں گے؟

موسیٰؑ کو چھوڑ دیں گے اور لاٹھی سے چمٹ جائیں گے، یا تو ساری لاٹھی توڑ کر تبرک کے طور پر حصے کر کے لے جائیں گے یا اس لاٹھی کو کسی جگہ نصب

کر کے چومنا شروع کر دیں گے۔موسیٰ کھڑے ہوئے دیکھتے رہیں گے اور کہیں گے کہ پیارے بھائیو، لاٹھی میں نہیں بلکہ مجھ میں کمال ہے، لاٹھی نے موسیٰؑ کو موسیٰؑ نہیں بنایا بلکہ موسیٰؑ نے لاٹھی کو اژدھا بنایا ہے، یہ طاقت موسیٰؑ کی ہے!

## وادیٔ مقدّس میں بابصیرت کے لئے ہدیہ:

قرآن میں اللہ نے لکھ دیا، یہ لاٹھی تھی جو ایک درخت سے کاٹی گئی تھی، جب ریوڑ چراتے تھے، تو کسی درخت سے لکڑی کاٹ کر بکریاں چرانے والی ایک معمولی لاٹھی تھی۔

قَالَ اَلْقِهَا یٰمُوْسٰی

اے موسیٰؑ یہی بکریاں چرانے والی لاٹھی، ذرا زمین پر پھینک

اَلْقِهَا

پھینک دی

فَاَلْقٰئهَا فَاِذَا هِیَ حَیَّة'' تَسْعٰی

اب یہ لاٹھی نہیں رہی بلکہ ایک دوڑتا ہوا اژدھا بن گیا۔

قَالَ خُذْهَا

اللہ نے فرمایا اس کو دوبارہ پکڑ

وَلَا تَخَفْ

موسیٰؑ کے دل میں آیا کہ ابھی اژدھا پکڑوں۔

فرمایا ہاں ڈرو مت، اس کو پکڑلو!

**سَنُعِیْدُھَا سِیْرَتَھَا الْاُوْلٰی**

جونہی تو ہاتھ ڈالے گا، یہ اژدھا دوبارہ لاٹھی بن جائے گا

**وَ اضْمُمْ**

موسیٰؑ نے جب پکڑا تو وہ اژدھا دوبارہ لاٹھی میں تبدیل ہوگیا۔اب دوسرا اسلحہ دیا جارہا ہے!

**وَ اضْمُمْ یَدَکَ اِلٰی جَنَاحِکَ**

اے موسیٰ! اپنے پہلو میں جو جیب ہے اس میں ہاتھ ڈال! موسیٰؑ نے اس پہلو میں ہاتھ ڈالا

**تَخْرُجْ بَیْضَآءَ**

جونہی ہاتھ نکالا تو وہ ہاتھ سورج کی طرح چمک رہا تھا، چاند کی طرح چمک رہا تھا۔یدِ بیضاء دے دیا

**مِنْ غَیْرِ سُوْٓءٍ**

کسی مشکل کے بغیر

**اٰیَةً اُخْرٰی**

دوسری نشانی

**لِنُرِیَکَ مِنْ اٰیٰتِنَا الْکُبْرٰی**

اے موسیٰؑ ! یہ کس کے لئے ہے؟

تاکہ ہماری بڑی نشانیاں تجھے دکھائیں۔اب موسیٰ ؑ تم تیار ہو گئے ہو۔تربیت کا دورہ مکمل،بصیرت آ گئی ،اب الٰہی نور میں تمیز کر سکتے ہو،اسلحہ بھی دے دیا،لاٹھی وہی ہے جس سے بکریاں چراتے تھے،یہی بکریاں چرانے کی لاٹھی اگر ولیٔ خدا کے ہاتھ میں آجائے تو یہ طاغوت کو گرانے کا اسلحہ بن جاتا ہے لیکن اگر طاغوت کے ہاتھ میں ایٹم بم بھی آجائے ،ایٹمی ٹیکنالوجی بھی آجائے ، وہ اس کے ہاتھ میں پٹاخے کی حیثیت رکھتا ہے!

## وادیٔ مقدّس سے طاغوتیت کے ساتھ نبرد کی تیاری:

اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى

اے موسیٰؑ ! وادیٔ مقدس طویٰ سے لوٹ کر کدھر جانا ہے؟ مارکیٹ میں ،گھر میں ،سسرال میں ،بیوی بچوں کے پاس ،اکیڈمی میں مدرسے میں ، کہاں جانا ہے؟ وادیٔ مقدس سے نکل کر سیدھا کس کا رخ کر؟

اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى

وادیٔ مقدس سے نکل ،سیدھا فرعون کا رخ کر کہ وہ طاغوت بن گیا ہے ، اس نے طغیان اختیار کر لیا ہے!

قَالَ رَبِّ

موسیٰؑ نے عرض کی اے پروردگار! یہ اسلحہ جو مل گیا ہے یہ تو بہت ہی عالی

ہےلیکن ابھی کچھ کمی محسوس ہورہی ہے، کس چیز کی کمی؟

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ

اے پروردگا! راب سینہ بھی کھول دے

وَیَسِّرْلِیْٓ اَمْرِیْ

اور یہ مرحلہ آسان کردے

وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِیْ

زبان کی لڑکھڑاہٹ کو دورکردے، طاغوت کے سامنے یہ زبان لڑکھڑانہ جائے!

یَفْقَھُوْا قَوْلِیْ

اتنی فصیح بنادے کہ وہ میری بات کو سمجھ سکے!

وَاجْعَلْ لِّیْ وَزِیْرًا مِّنْ اَھْلِیْ

اور میرے بھائی کو میرا وزیر بنادے، ساتھی بنادے!

ھٰرُوْنَ اَخِی اشْدُدْ بِہٖٓ اَزْرِیْ

اس بھائی کے ذریعے میری کمر مضبوط کردے!

وَاَشْرِکْہُ فِیْٓ اَمْرِیْ

اوراس مہم میں اسے میرا شریک بنادے!

کَیْ نُسَبِّحَکَ کَثِیْرًا وَّنَذْکُرَکَ کَثِیْرًا اِنَّکَ کُنْتَ بِنَا بَصِیْرًا

اے پروردگار! جو کچھ عطا کردیا ہے اس پرشکرگزار ہوں اور یہ وسیلے بھی

اگر دے دے تو کیا ہوگا!

اے پروردگار! ساری دنیا میں صرف تیرے ہی نام کا چرچا ہوگا، ساری زمین پر تیرا ہی نام ہوگا۔

قَالَ قَدْ اُوْتِيْتَ سُؤْلَکَ يٰمُوْسٰى

اے موسیٰؑ ! تجھے سب کچھ مل گیا، اب وادیٔ مقدس سے نکل کر جا!

امامؑ فرماتے ہیں وادیٔ طویٰ کا ایک مصداق سرزمینِ کربلا ہے۔ کیوں زائرین ومومنین کو زیارتِ سید الشہداءؑ کا حکم دیا گیا اور اتنی زیادہ تاکید کی گئی کہ شیخ جعفر کاشف الغطاء فرماتے ہیں مجھے زیارت کا واجب ہونے کا احتمال لگتا ہے۔ یہ وہ زیارت نہیں جو فقط حاجات وخواہشات کے لئے ہے، یہ وہ زیارت نہیں جو غلے اور راشن کے لئے ہے، یہ وہ زیارت نہیں کہ جس میں حسین علیہ السلام تیری حاجات کے پورا ہونے کا وسیلہ ہے بلکہ یہ وہ زیارت ہے جس میں ظلمتوں میں گھری ہوئی قوم کو ہدایت کے چراغ کی طرف بھیجا جا رہا ہے۔ اگر تو کسی شعیبؑ کے مکتب سے نکل کر گیا ہے تو اسے وادیٔ مقدسِ طویٰ میں نور نظر آتا ہے۔ یہ نور مزارِ حسینؑ وسرزمینِ کربلا سے ہے، وہاں سے زائر کو ندا آتی ہے۔ اے زائر!

اَنَا رَبُّکَ

میں تیرا پروردگار ہوں۔

اِنَّکَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى

اے مومن! اے شیعہ! اے عزادار! تو وادیٔ مقدسِ طویٰ کربلا میں ہے

**وَاَنَا اخۡتَرۡتُکَ**

تمہیں ہم نے چن لیا ہے، یہاں سے نکل کے کدھر جانا ہے؟ کربلا کی وادی سے نکل کر کدھر جانا ہے؟

## وادی مقدسِ کربلا کے لئے آمادگی:

کربلا جانے سے پہلے کس مکتب میں جانا تاکہ تمہارے اندر بصیرتِ کربلائی پیدا کردے، شعیب تیرے اندر وہ دید پیدا کردے تاکہ پھر تو نورِ خدا کو دیکھ سکے اور جب وادیٔ کربلا سے نکلے تو کہاں جاؤ؟

**اِذۡهَبۡ اِلٰی فِرۡعَوۡنَ اِنَّهٗ طَغٰی**

فرعون کے مقابلے میں جاؤ، طاغوت کے مقابلے میں جاؤ۔ زیارتِ حسین علیہ السلام، نجاتِ انسانیت ونجاتِ بشریت ہے۔ زائرِ کربلا عظیم ارجمند ہے۔

"ادنیٰ ما یثاب به زائر ابی عبدالله علیه السلام"

سب سے کم ترین اجرِ زیارتِ سید الشہداءؑ جو ملے گا

"بشط الفرات"

فرات کے کنارے بنی زیارت کا ثواب، سب سے کم یہ ملے گا

"ان یغفرله ما تقدم من ذنبه وما تاخر"

سب سے کم ترین ثواب یہ ہے کہ اس کے اگلے پچھلے سارے گناہ معاف

ہو جائیں گے لیکن اس کے لئے شرط یہ ہے کہ

"اذا عرف حقه وحرمته وولايته"

جب یہ زائر، حقِ حسینؑ کو بھی جانتا ہو، حرمتِ حسینؑ کو بھی جانتا ہو اور ولایتِ حسینؑ کو بھی جانتا ہو!

زیارتِ حسینؑ ہدایت کا چراغ ہے، حسینؑ ہدایت کا چراغ ہیں۔ ظلمتوں کی گھٹائیں کربلا کے بغیر نہیں چھٹیں گی۔ زائرِ حسینؑ کیا لے کر آئے!

## وادیٔ مقدّس سے لوٹنے والوں کی سوغات:

حاجی جب مکہ جاتا ہے تو وہاں سے کیا لے کر آئے؟ مکہ میں جاتا ہے تو اپنے ساتھیوں کی داستانیں لے کر آتا ہے، میرے ساتھ جو حاجی تھا اس کا وضو ٹھیک نہیں تھا، میرے ساتھ جو حاجی تھا وہ کھاتا زیادہ تھا، میرے ساتھ جو حاجی تھا، وہ فلاں کام کرتا تھا، یہ قصے واپس لے کر آتے ہیں۔ حج پر جاتے ہیں، آ کر بتاتے ہیں کہ پاکستان میں اس کا یہ ریٹ ہے لیکن وہاں یہ ریٹ تھا، قیمتوں کو موازنہ کرتے رہتے ہیں۔ واپس آتے ہیں تو آ کر ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ تو نے وہاں کتنے بکرے دیے، میں نے اتنے بکرے دیے، تیرا بکرا سستا تھا میرا بکرا مہنگا تھا، تجھے حج کتنے میں پڑا، مجھے تو حج اتنے میں پڑا، تیرے کاروان میں کیا سہولتیں تھیں، میرے کاروان میں تو یہ یہ صعوبتیں تھیں۔ حاجیوں کے اگر واپس آ کر یہ قصے ہوں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ وادیٔ مقدسِ

مکہ میں جا کر، وادیٔ مقدس منیٰ میں جا کر، وادیٔ مقدسِ عرفہ میں جا کراس نے نورِ خدانہیں دیکھا! اگراس نے نورِ خدادیکھا ہوتا تو واپس آ کر مارکیٹوں کے ریٹ کا ذکر نہ کرتا بلکہ وہاں سے کوئی قبس لے کرآ تا، اقتباس لے کرآ تا۔ مکہ اس لئے بلایا گیا ہے بلکہ ہر سال بلایا گیا تا کہ اس حرمِ خدا سے اپنی قوم کے لئے قبس لے کر جا،کون سا قبس ؟

جوابراہیمؑ لے کر گئے، وہ شمع، وہ نور، وہ چراغ جوابراہیمؑ نے مکہ ومنیٰ و عرفہ کی سرزمین پر روشن کیا، حاجی کو بلایا گیا کہ وہ چراغ لے کراپنی امت کے اندر بت شکن بن کرآ، طاغوت شکن بن کرآ، امت کے اندرآ، شیطان کش بن کرآ، قربانی دینے والا بن کرآ، توحید کا پرچار کرنے والا بن کرآ، بندگیٔ خدا کرنے والا بن کرآ لیکن اس کے لئے نورِ بصیرت چاہیے، شعیبؑ کی تعلیم چاہیے، جب یہ نورِ بصیرت پیدا ہوتو مکہ کی سرزمین پر جا کراپنے کاروان والوں کو کیا کہے؟ اپنے اہل وعیال کو کیا کہے؟

**فَقَالَ لِاَهْلِهِ**

اپنے اہل کو کہے!

**امْكُثُوٓا**

اے کاروان والورک جاؤ!

**اِنِّیٓ اٰنَسْتُ نَارًا**

میں اس کعبہ کے اندرکوئی نوردیکھ رہا ہوں، میں منیٰ وعرفہ کے اندرنوردیکھ

رہا ہوں، تم یہاں رکو!

لَّعَلِّیۡۤ اٰتِیۡکُمۡ مِّنۡھَا بِقَبَسٍ

شاید میں تمہارے لئے بھی اس کا کچھ حصہ اٹھا کر لے آؤں، شاید میری قوم کو بھی اس سے کچھ فائدہ مل جائے۔ اگر مکہ میں ساری دعائیں قبول کروا کے آ جائیں، اپنی سو دعائیں لے کے گیا تھا، اپنے محلے والوں کی، اپنے بہن بھائیوں کی، اپنے ماں باپ کی۔ سب کچھ مکہ میں جا کر حرمِ خدا میں اللہ سے مانگے، مادی و معنوی جنت بھی اپنی (Reserve) کر آئے، اپنی بخشش بھی کروا آئے، دنیا کی نعمتیں ساری لے کر آ جائے لیکن وہ اقتباس جس کے لئے بلایا گیا تھا،

## وادئ کربلا میں ندائے حسینؑ:

اگر لے کر نہ آئے تو سید الشہداءؑ ہی اپنے زائر کو فرماتے ہیں، اے زائر! تو اگر کربلا آ جائے، تو اگر مکہ آ جائے اور خدا سے گڑگڑا کر، رو رو کے سب کچھ مانگے اور خدا تجھے جانے سے پہلے سب کچھ دے دے لیکن وہ قبس جو لینے آیا تھا وہ لے کر نہ جائے تو تجھے کیا ملا!

ماذا وجد من فقدك وماذا فقد وجدك

اسے کیا ملا جس نے تجھے کھو دیا اور اس نے کیا کھویا جسے تو مل گیا!

وماذا فقد وجدك

اس نے کیا کھویا جس نے تجھے پا لیا۔ اگر انسان کربلا جائے اور ساری دعائیں قبول کرواکے آجائے لیکن وہ قبس اپنی قوم کے لئے لے کر نہ آئے۔ وادیٔ مقدس سے لوٹ کر بھی آنا ہے، لوٹ کر کیا لے کر آئے؟

حسینؑ سے طاغوت شکنی کا طریقہ سیکھ کر آئے؟ ابراہیمؑ سے بت شکنی کا طریقہ سیکھ کر آئے؟ یہ کربلا سے نور ہے جو زائرِ کربلا لے کر آئے چونکہ مقصدِ زیارتِ کربلا یہ ہے، اگر واپس آکر اس کی زبان پر فقط یہ ذکر ہو کہ نجف سے کربلا تک پیدل سفر کر کے راستے میں کتنا راشن کھایا؟ تو حسینؑ کا یہ قبس نہیں لائے، یہ نورِ حسینؑ نہیں لائے بلکہ یہ اپنے ساتھیوں کے سارے قصے لائے ہو۔ اپنے ساتھیوں کو کیا کہو؟

امْکُثُوٓا

تم رک جاؤ! تم ٹھہر جاؤ،! میں نے کربلا میں نور دیکھا ہے، اس نور کے پیچھے جاؤ تمہیں ندا آئے گی، تجھے اسی لئے کربلا میں بلایا تھا!

وَاَنَا اخْتَرْتُکَ

تجھے چن لیا ہے، اب مسلح کرنے کا وقت ہے، تجھے یدِ بیضاء دیا تجھے عصا دیا، یہی معمولی وسائل تیری طاقت بن گئے ہیں!

اِذْهَبْ اِلٰی فِرْعَوْنَ

## کربلا میں حسینؑ کو تڑپا دینے والا کلام!

یہ کہ زیارتِ کربلا وحجِ بیت اللہ سے واپس آ کر پھر فرعون کے نظام کا حصہ بن جائے! اُدھر کربلا میں دعا کر کہ حسینؑ تجھے اپنا واسطہ، تجھے شہداء کا واسطہ، تجھے تیرے بچوں و تجھے اپنی والدہ کا واسطہ، تجھے اپنے بابا کا واسطہ، تجھے شہدائے کربلا کا واسطہ مجھے طاغوتی نظام میں کہیں ایڈجسٹ کر دے! یہ شانِ حسینؑ نہیں ہے! کتنا حسینؑ کا دل دکھتا ہوگا؟ تو زائر میرا بن کر آیا ہے اور مجھ سے لیٹر لے کر جارہا ہے کہ یزید کے ہاں، حسینؑ سے کہتا ہے کہ حسینؑ ذرا لکھ کر دے دے کہ یزید مجھے ملازمت دے دے! اس لئے تجھے کربلا میں بلایا تھا؟ تو کس مکتب سے ہو کر آیا ہے؟ کس معلم کے پاس پڑھ کر آیا ہے؟ کیا تیرے ملک میں کوئی شعیب جیسا نہیں تھا جو تیرے اندر یہ نورِ بصیرت پیدا کر دیتا، تجھے کربلا کا ادب سکھا دیتا، وادیٔ مقدسِ طویٰ میں قدم رکھنے کا تجھے ادب سکھا دیتا، تجھے نعلین اتارنے کا طریقہ بتا دیتا!

## وادی کربلا سے نورِ حسینی کا اقتباس:

اگر ہر سال ڈھائی ملین ابراہیمؑ، وادیٔ مقدس سے قبس لے کر اپنی اپنی قوم میں واپس آئیں تو خدا شاہد ہے، اس زمین پر ڈھونڈنے سے بھی طاغوت نظر نہ آئے، اگر ہر سال ڈھائی ملین ابراہیمؑ قبس لے کر آئیں، مقامِ ابراہیمؑ کے پیچھے کھڑے ہو کر ابراہیمؑ سے اقتباس کریں کہ

لَعَلِّیۡۤ اٰتِیۡکُمۡ مِّنۡهَا بِقَبَسٍ

اے امت! منتظر رہو شاید اس دفعہ حج پر جا کر ابراہیمؑ سے کچھ سیکھ کے آیا ہوا اور اٹھارہ ملین زیارتِ سید الشہداءؑ سے مشرف ہوئے اور اس چراغِ ہدایت سے قبس لے کر آجائیں!

اِنِّیۡۤ اٰنَسۡتُ نَارًا لَّعَلِّیۡۤ اٰتِیۡکُمۡ مِّنۡهَا بِقَبَسٍ

شاید میں تمہارے لئے بھی وہاں سے قبس لے کر آؤں۔ اگر ان اٹھارہ ملین میں سے اٹھارہ آدمی اس چراغِ ہدایت سے وہ نور لے آئیں جس کی آج اس سرزمین کو ضرورت ہے، سرزمینِ پاکستان پر کتنی ظلمت ہے، سرزمینِ عرب پر کتنی ظلمت ہے، مشرقِ وسطیٰ میں و ایشیاء میں کتنی ظلمت ہے، اس وقت زمین کے اوپر کتنی ظلمت ہے، یہ ظلمتیں کیسے چھٹیں گی؟

اگر ہم کربلا، راشن کے لئے جاتے رہے، اگر ہم طاغوتوں کی فیکٹریوں کا پروڈکٹ خرید کر کربلا میں تقسیم کریں، سبیلیں لگاتے رہے، اگر ہم شیر مال طاغوت سے خرید کر حسینؑ کی قبرِ مبارک پر جا کر نذرانے کے طور پر تقسیم کرتے رہے تو کبھی بھی طاغوت سے نجات نہیں ملے گی!

طاغوت کا راشن لے کر حسینؑ کے مزار پر تقسیم کرنے سے نجات نہیں ملے گی، حسینؑ کی بارگاہ میں بھوکے پیٹ جا، ٹھٹھرتا ہوا جا، ننگے پاؤں جا، نعلین اتار کر جا، ننگے سر جا، حسینؑ سے کچھ لے کر اپنی قوم کے پاس آجا!

اِذۡهَبۡ اِلٰی فِرۡعَوۡنَ

یدِ بیضاء لے کرآ، عصائے موسیٰؑ لے کرآ، شرحِ صدر لے کرآ، یسرِ امر لے کرآ، حلِ عقدیٔ لسان لے کرآ، جرأتِ اظہار لے کرآ، شہامتِ حسینؑ لے کرآ۔ کربلا کا ایک ایک شہید دراصل وادیٔ مقدس کا نور ہے، کربلا کا ایک ایک شہید، شش ماہٗ علی اصغرؑ سے کچھ لے کرآ۔ حسینؑ کے کڑیل جوان سے کچھ سیکھ کرآ، وہ نہرِ علقمہ پر بنا ہوا مزار عباسِ باوفا ہے وہاں سے وفا کا کوئی قبس لے کر اپنی قوم میں آجا۔ کربلا کا ذرہ ذرہ نور کا پیغام دیتا ہے

وہیں سے کچھ لے کرآ۔

**نُوْدِیَ، نُوْدِیَ، نُوْدِیَ**

اے زائر! اب تو وادیٔ مقدس میں آگیا ہے۔

**نُوْدِیَ یٰمُوْسٰی**

آج کربلا ندائیں دے رہی ہے، ذرا کربلا میں جاکر اپنا نوحہ بند کر! پنی آواز کو روک لے! ندا لگا کہ اے سرزمینِ کربلا، اے وادیٔ مقدس میں پیغام سننے کے لئے تیار ہوں!

**فَاسْتَمِعْ لِمَا یُوْحٰی**

کربلا میں حسینؑ کو نوحہ سنانے کے بجائے حسینؑ کی ھل من سن! حسینؑ نے تجھے بلایا ہے!

"ھل من ناصرٍ ینصرنا، ھل من مغیثٍ یغیثنا، ھل من ذابٍ یذب عن حرم رسول اللہ"

اے میرے زائر! تو آ گیا ہے، میں نے اس لئے تجھے بلایا ہے کہ تو چپ رہ ، میں بولتا ہوں، وادیٔ مقدس میں موسیٰؑ چپ ہو جا!

اِنِّیٓ اَنَا رَبُّکَ

رب کی ندا سن! کربلا سے اگر کچھ سننا ہے یا تو عاشورہ کا پیغام سن یا اربعین کا پیغام سن لے! ایک کاروان جو عاشور کو روانہ ہوا اور اربعین کو لوٹ کر آیا جیسا کہ بعضوں نے نقل کیا ہے۔ اگر کربلا کے شہیدوں کی ندا نہیں سن سکا تو اس ندا کو سن لے جو کوفہ و شام میں فریادیں کر کر کے چہلم کو سنانے کے لئے واپس لوٹی، پوری دنیا کو سنانے کے لئے۔ اے زائر!

اِنَّکَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًی

تو وادیٔ مقدسِ طویٰ میں ہے۔ اگر فریادِ حسینؑ نہیں سنی تو فریادِ زینبؑ سن لے، کربلا میں ابھی بھی خیام کی یادگار موجود ہے، خیمہ گاہ پر زائرین جاتے ہیں اور عزاداری اور ماتم کر کے آ جاتے ہیں!

جب زیارتِ حسینؑ پر جاؤ، خیمہ گاہ میں جا کے تھوڑی دیر کے لئے چپ ہو کر کھڑے ہو جاؤ اور کان لگاؤ، وہ بنتِ علی و ثانیِ زہراؑ کی فریاد ہے۔ اگر مدینہ جانے کا اتفاق ہو، روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے چپ ہو کر کھڑے ہو جاؤ، زہراؑ کی ایک فریاد سنو گے اور وادیٔ مقدسِ طویٰ کربلا میں جاؤ تو وہاں پر زینبِ علیا کی فریاد آئے گی اے زائر حسین علیہ السلام! جب بھی حسین علیہ السلام کی کربلا میں آنا تو نورِ ہدایت سے قبس ضرور لے کر جانا کیونکہ کربلا قبلۂ شعور ہیں۔

# سوال نامہ

سوال نمبرا۔ معصومین علیہم السلام نے کربلا جانے کی اتنی تاکید کیوں کی؟

الف ) کعبہ عبادت کے مقابلے میں ایک اور کعبہ عبادت بنانا چاہتے تھے۔

ب ) کربلا میں جا کر انسان شعور حاصل کریں۔

ج ) کربلا کو قبلہ شعور بنانے کے لیے

د ) ب اور ج درست ہیں

سوال نمبر۲۔سید الشہداؑ نے ۔۔۔۔۔۔۔۔کو مکہ سے جدائی اختیار کی۔

الف ) ۱ ذوی الحجہ

ب )۶ ذوی الحجہ

ج )۵ شعبان

د )۸ ذوی الحجہ

سوال نمبر۳۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔مرکز عبادت مسلمین ہے۔

الف ) کربلا

ب ) کعبہ

ج ) دونوں درست

د ) دونوں غلط

سوال نمبر۴۔ضلالت کی ایک حالت کا نام ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہے۔

الف ) صراط

ب ) ظلمات

ج ) برق

د ) تمام درست

سوال نمبر۵۔ظلمتوں سے نکلنے کے لیے۔۔۔۔۔۔۔کی ضرورت ہوتی ہے۔

الف )ضلالت ب )ہدایت

ج )نظام ولایت د )ب اور ج درست ہیں

سوال نمبر٦۔مصباح کا لفظ۔۔۔۔۔۔۔سے نکلا ہے۔

الف )چراغ ب )صبح

ج )فجر د )تمام درست

سوال نمبر۷۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ایک عرصہ تک جوار مرقد سیدا الشہدؑ میں قیام فرمایا کرتے اور لوگوں کو بھی زیارت پر جانے کی تاکید کرتے۔

الف )امام جعفر صادق علیہ السلام ب )امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

ج )امام علی رضا علیہ السلام د )امام محمد تقی علیہ السلام

سوال نمبر۸۔زیارت سے کیا مراد ہے؟

الف )ضریح چومنا

ب )کربلا میں حاضر ہونا

ج )گھر میں بیٹھ کر زیارت امام حسین علیہ السلام پڑھنا

د ) ب اور ج درست ہیں

سوال نمبر ۹ ۔ کربلا جانے کا کیا مقصد ہے ۔

الف ) ثواب حاصل کرنا　　ب ) حاجات حاصل کرنا

ج ) ہدایت حاصل کرنا　　د ) تمام درست ہیں

سوال نمبر ۱۰ ۔ یہ کس معصوم کی حدیث ہے ’کم ترین ثواب جو زائر حسین علیہ السلام کو ملتا ہے وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کے تمام پچھلے گناہ معاف کر دیتا ہے اور جو گناہ اور جو گناہ بعد میں سرزد ہونگے وہ بھی معاف کر دیتا ہے‘ ۔

الف ) امام محمد باقر علیہ السلام　　ب ) امام جعفر صادق علیہ السلام

ج ) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام　　د ) امام علی رضا علیہ السلام

سوال نمبر ۱۱ ۔ زائرین کربلا کے اگلے پچھلے گناہ کن شرائط کے ساتھ معاف ہو سکتے ہیں ۔

الف ) حق حسین علیہ السلام سے آشنا ہو کر

ب ) حرمت حسین علیہ السلام سے آشنا ہو کر

ج ) ولایت حسین علیہ السلام سے آشنا ہو کر

د ) تمام درست ہیں

سوال نمبر۱۲۔ بنی اسرائیل ۔۔۔۔۔۔۔۔ نبی کی اولاد میں سے تھے۔

الف ) حضرت آدم علیہ السّلام
ب ) حضرت ذکریا علیہ السّلام
ج ) حضرت یونس علیہ السّلام
د ) حضرت یعقوب علیہ السّلام

سوال نمبر۱۳۔ حضرت موسیٰ علیہ السّلام اولادِ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میں سے ہیں۔

الف ) حضرت یوسف علیہ السّلام
ب ) حضرت ذکریا علیہ السّلام
ج ) حضرت ابراہیم علیہ السّلام
د ) حضرت عیسیٰ علیہ السّلام

سوال نمبر۱۴۔ حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے معلم مدین میں کون تھے؟

الف ) حضرت ذکریا علیہ السّلام

ب ) حضرت شعیب علیہ السّلام

ج ) حضرت یعقوب علیہ السّلام

د ) حضرت یونس علیہ السّلام

سوال نمبر۱۵۔ قبس عربی میں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کو کہتے ہیں۔

الف ) چراغ کو

ب ) لکڑی کے جلتے ہوئے انگارے کو

ج ) روشنی کو

د ) نور کو

سوال نمبر ۱۶۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پہاڑی پر جو آگ دیکھی وہ دراصل کیا تھا؟

الف) نور الٰہی
ب) نور معرفت
ج) نور ہدایت
د) تمام درست ہیں

سوال نمبر ۱۷۔ امام علیہ السلام فرماتے ہیں جس وادی مقدس، وادی طویٰ کا ذکر ہے اس سے مراد ۔۔۔۔۔۔۔ ہے۔

الف) جنت
ب) عالم برزخ
ج) سرزمین کربلا
د) حرم خدا

سوال نمبر ۱۸۔ اس وادی میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا کہ 'اے موسیٰ اپنی نعلین اتار دو'۔ یہاں نعلین سے مراد ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہے۔

الف) چمڑے کے جوتے
ب) غصہ وشہوت
ج) خواہشات وحاجات
د) ب اور ج درست ہیں

سوال نمبر ۱۹۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کون کون سے معجزہ عطا کیے؟

الف) یدِ بیضا
ب) عصا
ج) کتاب
د) الف اور ب درست ہیں

سوال نمبر ۲۰۔قرآن مجید کتاب۔۔۔۔۔۔ہے۔

الف)ثواب ب)انسان ساز

ج)ہدایت د)ب اور ج درست ہیں

سوال نمبر ۲۱۔حج۔۔۔۔۔۔افراد کی سیرت پر عمل کرنے کا نام ہے

الف)۳ ب)۴

ج)۵ د)۶

سوال نمبر ۲۲۔حج میں ستونوں کو کنکریاں مارنے کا فلسفہ کیا ہے؟

الف) تاکہ ثواب حاصل ہو

ب) تاکہ کسی جاندار شیطان کو مارنے کا حوصلہ ہو

ج) تاکہ درجات میں اضافہ ہو

د)الف اور ج درست

سوال نمبر ۲۳۔حج میں جانور ذبح کرنے کا فلسفہ کیا ہے؟

الف) گوشت حاصل ہو

ب) جتنی بھی غلطیاں کی ہیں اس کا ازالہ ہو جائے

ج)اسلام کی راہ میں اپنی اور اپنی اولاد کو قربان کرنے کا جذبہ پیدا

ہو جائے

د ) تمام درست

سوال نمبر۲۴۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔قبلہ شعور رہے۔

الف ) کعبہ　　ب ) کر بلا

ج ) دونوں درست　　د ) دونوں غلط

سوال نمبر ۲۵۔قرآن میں بنی اسرائیل کا ماجرا کتنی مرتبہ ذکر ہے؟

الف )۶　　ب )۵

ج )۴　　د )۳

# اوپن بُک انعامی مقابلہ

## امتحان:

امتحان 25 اکتوبر 2018 تا 15 نومبر 2018 تک بذریعہ ویب سائیٹ www.pairwan-e-wilayat.com
آپ دے سکتے ہیں۔ امتحانی فیس -/50 روپے ہیں کتاب کی قیمت اس میں شامل نہیں ہے۔
E-Book آپ ہماری ویب سائیٹ سے فری میں حاصل کر سکتے ہیں

## انعامات:

پہلی دوسری اور تیسری پوزیشن کے لیئے تمام سوالات کے صحیح جوابات دینے والے افراد میں سے قرعہ اندازی کے ذریعہ انتخاب کیا جائے گا۔

پہلا انعام -/PKR.20,000 دوسرا انعام -/PKR.10,000 تیسرا انعام -/PKR.5,000

## قواعد و ضوابط:

۱۔ تمام سوالات کے جوابات کتاب سے ہی دیئے جائیں۔
۲۔ کتاب کا خود مطالعہ کر کے جواب دینا آپ کا اخلاقی فرض ہے۔
۳۔ مقابلہ کے شرکاء کیلیے عمر کی کوئی قید نہیں ہے۔
۴۔ تمام شرکاء انٹرنیٹ کے ذریعہ جوابات ہماری ویب سائیٹ
پر www.pairwan-e-wilayat.com پر دی گئی تفصیلات کے ذریعے جمع کروائیں۔
۵۔ انٹرنیٹ کی سہولت موجود نہ ہونے کی صورت میں آپ اس امتحان میں حصہ نہیں لے سکتے۔
۶۔ جوابات ۸ ربیع الاوّل ۱۴۴۰ھ تک اوپر دیئے گئے لنک پر جمع کروائیں بعد میں وصول ہونے والے جوابات قرعہ اندازی میں شامل نہیں کیئے جائیں گے۔
۷۔ نتائج کا اعلان ۱۷ ربیع الاوّل ۱۴۴۰ھ (یوم ولادت با سعادت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امام جعفر صادق علیہ السلام) کو کیا جائے گا۔
۸۔ مقابلہ میں کامیاب ہونے والے شرکاء کا نتیجہ ہماری ویب سائیٹ
www.pairwan-e-wilayat.com پر ۱۷ ربیع الاوّل ۱۴۴۰ھ کے بعد دیکھا جا سکتا ہے۔

آپ ہم سے بذریعہ واٹس اپ بھی رابطہ کر سکتے ہیں

WhatsApp +92 302 27 57 977

**کتاب ملنے کا پتہ:**

## محمد علی بُک ڈپو

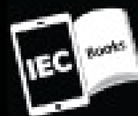
زہرا گارڈن، شاپ نمبر 2، بریٹو روڈ، نزد محفل شاہِ خراسان،
بالمقابل فاطمیہ کالج، سولجر بازار نمبر ۳، کراچی



## زیارتِ سید الشہداؑ کی اتنی تاکید کیوں کی گئی ہے؟

امام فرماتے ہیں وادیٔ طویٰ کا ایک مصداق سرزمین کربلا ہے۔ کیوں زائرین و مومنین کو زیارتِ سید الشہداؑ کا حکم دیا گیا اور اتنی زیادہ تاکید کی گئی کہ شیخ جعفر کاشف الغطاء فرماتے ہیں مجھے زیارت کا واجب ہونے کا احتمال لگتا ہے۔ یہ وہ زیارت نہیں جو فقط حاجات و خواہشات کے لئے ہے، یہ وہ زیارت نہیں جو غلے اور راشن کے لئے ہے، یہ وہ زیارت نہیں کہ جس میں حسینؑ تیری حاجات کے پورا ہونے کا وسیلہ ہے بلکہ یہ وہ زیارت ہے جس میں ظلمتوں میں گھری ہوئی قوم کو ہدایت کے چراغ کی طرف بھیجا جا رہا ہے۔ اگر تو کسی شعیب ؑ کے مکتب سے نکل کر گیا ہے تو اسے وادیٔ مقدس طویٰ میں نور نظر آتا ہے۔ یہ نور مزارِ حسینؑ و سرزمین کربلا سے ہے، وہاں سے زائر کو ندا آتی ہے۔

اے زائر! اے مومن! اے شیعہ! اے عزادار! تو وادیٔ مقدس طویٰ کربلا میں ہے تمھیں ہم نے چن لیا ہے۔






www.pairwan-e-wilayat.com

اسلامک ایجوکیشن سینٹر